ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

عشق رسول میں ڈوبی ہوئی نعتوں اور وجد آفریں منقبتوں کا دل نواز مجموعہ



کلام الامام — امام الکلام

حدائق بخشش کامل

تصنیف   لطیف

مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ



ناشر

رضا دار الاشاعت

ضلع بریلی شریف

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

کلام الامام • امام الکلام

یعنی عربی فارسی و اُردو کی نعتوں اور جدید فصیح منقبتوں کا دلکش و شگفتہ مجموعہ

حدائقِ بخشش

کامل

تصنیف لطیف

حضور پُرنور اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز

ـاد الاشاعت الجب القادریہ پور بھا بریلی

نام کتاب ———— حدائق بخشش کامل

مصنف ———— امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ

بار اول ———— ۱۹۸۵ء

مطبع ————

تعداد اشاعت ———— ۲۲۰۰ عدد

قیمت ———— ۸،۰ رو

ملنے کے پتے

مکتبۃ المصطفےٰ گنجقدیم سرخی والی مسجد ۔ رام پور یوپی

رضوی کتاب گھر غیبی پیر روڈ غیبی نگر بھیونڈی ضلع تھانہ مہاراشٹر

نورانی کتب خانہ باری مسجد پوسٹ آزاد نگر جمشید پور بہار

مکتبۂ اعلیٰ حضرت محلہ سوداگران بریلی شریف ،

مکتبہ لطیفیہ جامعہ عربیہ رشید نگر ناگپور ۔

تعارف امام احمد رضا

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز
کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، ہر سنی صحیح العقیدہ شخص خواہ وہ،
عوام میں سے ہو یا خواص سے اپنے اعتبار سے آپ کے تجدیدی و علمی
کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سعید اللہ خاں
قندھار کے قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ مغلوں کے دور میں ہندستان
تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بیٹے،
سعادت یار خاں حکومت کی جانب سے ایک جنگی مہم سر کرنے روہیل
کھنڈ آئے۔ فتح یابی کے بعد ان کا یہیں انتقال ہوا اس کے بعد ان
کے صاحبزادے اعظم خاں نے بریلی آکر سکونت اختیار کر لی
کاظم علی خاں بدایوں کے تحصیلدار انکے ہی بیٹے تھے۔ اور ان
کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے تھے۔ ان کے بیٹے رضا علی خاں۔
(متوفی ۱۲۸۲ھ) تھے۔ یہ اپنے وقت کے قطب الارشاد ولی کامل
اور روہیل کھنڈ کے بزرگ ترین علماء میں تھے۔ اس خاندان
میں انہی کے زمانے سے دنیوی حکمرانی کا دور ختم ہوا۔ اور فقر و
درویشی کا رنگ غالب آیا۔ ان کے صاحبزادے مفتی نقی علی خاں

(متوفی ۱۲۹۷ھ) علوم ظاہری و باطنی دونوں سے متصف جلیل القدر عالم تھے۔

مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز انہیں کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت بریلی شریف میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ یعنی انقلاب ۱۸۵۷ء سے ایک سال قبل ایک فکری انقلاب کا بے باک نقیب دنیا میں تشریف لایا۔

آپ کا اسم شریف محمد رکھا گیا۔ اور تاریخی نام المختار۔ جد امجد رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا۔ آپ نے خود اس آیت کریمہ سے اپنا سنہ ولادت نکالا ہے۔ اولٰئك كتب فى قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه یہ ہیں۔ وہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا ہے۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی ہے۔

بچپن کے واقعات کو سامنے رکھا جائے تو شیخ سعدی کا، یہ شعر یاد آتا ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارہ بلندی

چار سال کی عمر شریف میں قرآن کریم ناظرہ ختم کیا۔ اور چھ سال

کی عمر میں ربیع الاول شریف کے موقع پر بہت بڑے مجمع کے سامنے مسلسل پونے دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ آٹھ سال کی عمر میں، درسی کتاب ہدایۃ النحو کی شرح تصنیف فرمائی جو آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ دس سال کی عمر میں درس کی مشہور کتاب مسلم الثبوت پر حاشیہ لکھا۔ اور چودہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ عربی فارسی کی ابتدائی کتب مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں، شرح چغمینی کے چند اسباق مولانا عبد العلی رامپوری سے جو علم ہیئت میں مشہور تھے۔ علم جفر و تکسیر حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی سے حاصل کیا۔ اور باقی جمیع، علوم عقلیہ و نقلیہ والد ماجد حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز سے حاصل کئے۔ ۱۴ شعبان المعظم کو فراغت حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن میں فارغ ہوا اسی دن مجھ پر نماز فرض ہوئی۔ اسی دن رضاعت کے مسئلہ کا جواب لکھکر والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جو بالکل صحیح تھا۔ والد صاحب نے اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد فرمادیا۔

آپ کی تصانیف تقریباً پچاس فنون میں ہیں جن کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ اور آپ نے علوم و معارف کے وہ دریا بہائے ہیں۔ کہ تلامذہ و معتقدین کا تو کہنا کیا معاصرین

مخالفین بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ آپ قلم کے بادشاہ ہیں۔ انہی، چیزوں سے متاثر ہو کر سب سے پہلے اپنے زمانے کے مشہور عالم حضرت علامہ عبد المقتدر صاحب بدایونی نے مجدد مائۃ حاضرہ،، کا لقب دیا تھا۔ جو آج بھی خواص اور علماء حق کے درمیان ایک مسلم حقیقت ہے۔ کہ آپ چودھویں صدی کے بالاتفاق مجدد اعظم ہیں۔ سنہ ۱۲۹۶ھ میں پہلی مرتبہ حج کیا۔ اور دوسرا حج ۱۳۲۳ھ میں کیا اور اسی مرتبہ الدولۃ المکیۃ منکرین علم غیب کے رد میں مکہ مکرمہ میں صرف آٹھ گھنٹے کے اندر تصنیف فرمائی۔ یہ آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء کو نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف میں غروب ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ آپ شعر گوئی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لیکن آپ کی شاعری لغویات و خرافات سے بالکل پاک و صاف ہوتی۔ حمد خدائے تعالیٰ و نعت سرور کونین اور اولیاء کرام کی تعریف و توصیف آپ کی شاعری میں پائی جاتی ہے۔ اور عشق رسول آپ کا خاص موضوع تھا۔ عام شاعروں کی طرح دنیوی حاکموں کی تعریف میں آپ نے کبھی کوئی شعر نہیں لکھا۔ ایک مرتبہ نانپارہ کے حاکم کی تعریف میں قصیدہ

لکھنے کے لئے کہا گیا۔ تو آپ نے یہ شعر تحریر فرمایا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ نان نہیں

آپ کے اشعار میں سوز و گداز کیف و جذب۔ فصاحت و بلاغت۔ جوش بیان اور پاس شریعت غرض کے آپ کے کلام میں ہر طرح حسن صوری و معنوی بدرجہ اتم موجود ہے احکام، شریعت کا اس قدر لحاظ و پاس آپ کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ کہ کوئی شعر قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تو قرآن ہی سے نعت گوئی سیکھی ہے،

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ ۔ بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ۔ یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

آپ کے نعتیہ کلام کو جام کوثر کہا جائے تو یقینا بجا ہوگا آپ کا نعتیہ کلام اہل ایمان و محبت کے ساز روح کا دلنواز نغمہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے۔ کہ ذوق سلیم رکھنے والے آپکا کلام سنکر جھوم جھوم جاتے ہیں۔ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں،

ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں۔ تو سب نے کہا کہ اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو شعراء نے جواب دیا۔ کہ ہم سے کچھ نہ پوچھیے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے اور ہم عمر بھر سنتے رہینگے۔

خود بھی اعلیٰ حضرت تحدیث نعمت کے طور پر اپنے ایک شعر میں اس کیف و سرور کو بیان فرماتے ہیں۔

یہ ہی کہتی ہے بلبل باغ خباں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں بند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم،

آپ کے فن نعت گوئی اور شاعرانہ کمال کا اعتراف بڑے بڑے علماء اور اساتذہ فن نے کیا ہے۔ کسی محفل میں آپ کی نعت یہ

وہ کمال حسن حضور ہے۔ کہ گمان نقص جہاں نہیں،
یہی پھول خار سے دور ہے۔ یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

سنکر ابو الاثر حفیظ جالندھری نے اظہار خیال کیا تھا۔ کہ یہ تو کوئی استاذ الاساتذہ معلوم ہوتے ہیں۔ شاعری اسی کا نام ہے۔ اسی لئے سیدنا اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں

آپ کا یہ مقطع شاعرانہ تعلی نہیں۔ بلکہ حقیقت واقعہ کا عکاس

ہے کیوں کہ آپ نے ہزلیات ولغویات سے بہت دور رہ کر فن سخن کے تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزل، مثنوی، مستزاد، قطعات اور رباعیات وغیرہ جس میدان کی طرف آگئے ہیں۔ سکے بٹھا دیئے ہیں۔

یہ مسلم حقیقت ہے۔ کہ شاعری کے جملہ اصناف میں نعت گوئی بہت ہی مشکل فن ہے اسکے لئے جذبہ اخلاص و محبت اور گہری عقیدت کے ساتھ ساتھ اعتدال و توازن اور حدود شناسی کی بھی شدید ضرورت ہے۔ نعت رسول کی پہلی شرط قلب کا عشق رسول سے معمور ہونا ہے۔ رہ گئی فصاحت و بلاغت حلاوت و ملاحت وغیرہ تو یہ بعد کی چیز ہے اس نظریئے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دیوان حدائق بخشش جو آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھتے جاتے سطر سطر سے عشق و عقیدت کا چھوٹتا ہوا ابشار نظر آئے گا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا،
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

جانے۔ عشق مصطفےٰ ہو ہر غم دل کرے خدا جس کی ہو دوہ دکھڑا نازدوا اٹھائے کیوں ذیل میں شعر و سخن کے چند مشہور اصناف اور اعلیٰ حضرت کے

[ک]لام کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

[غ]زل اس نظم کو کہتے ہیں جن میں حسن و عشق اخلاق و تصوف وغیرہ مختلف مضامین ہوں۔ اور ہر شعر الگ مضمون [کا] ہو۔ جیسے امام احمد رضا کی یہ نعتیہ غزل۔

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن وجاں ہم کو
پھر دکھادے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو
اے رضا وصف رخ پاک سنانے کیلئے،
نذر دیتے ہیں چمن مرغ غزل خواں ہم کو

پوری غزل اسی حدائق بخشش صلاے پر ملاحظ فرمائیں،

[قص]یدہ اس نظم کو کہتے ہیں۔ جو کسی کی تعریف و تحسین میں لکھی گئی ہو اور اس کی شکل غزل سے ملتی جلتی ہو۔ اور [ہ]ر مطلع سے ہم قافیہ ہو۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے۔ باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا۔
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا،

۶۷ اشعار کا پورا قصیدہ حدائق بخشش صـ۱۳۱ـ پر ملاحظہ ہو،

مثنوی وہ نظم ہے۔ جس میں ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ
آئے اور ہر شعر کا قافیہ پہلے شعر کے علاوہ کوئی اور
ہو، بارگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں۔

اے خدائے مہرباں مولائے من ،
اے انیس خلوت شبہائے من
اے کریم کارساز بے نیاز ،
دائم الاحسان شہ بندہ نواز
۱۹۲ اشعار کی مکمل مثنوی ص۱۱۴ پر

رباعی اس نظم کو کہتے ہیں۔ جس میں صرف چار مصرع ہوں،
پہلا۔ دوسرا۔ اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہو ۔

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ ۔
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے۔ انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ ،

مستزاد ۔ غزل ۔ رباعی یا اور کسی نظم کے ساتھ ایک ایک
موزوں فقرہ ملحق کردیں۔ تو اسے مستزاد کہتے
ہیں۔ جیسے وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں ۔
بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا۔

مجھے حمد ہے خدایا صفحہ ۱۹۱ پر پوری نظم ملاحظہ ہو

صنعت اتصال ترصیعی : ایسے چار مصرعوں کا مجموعہ جس کے آخر میں وہی کلمہ رکھا جائے جو مصرعہ کا ابتدائی کلمہ ہے۔ جیسے

جانت بالاتر ز وہم جالہا،
جالہا خود ہست بہر یالہا
یالہا چہ بود کہ سہ ہاز یرات
پات ہم نے چوں فرو آئی زجات

صنعت طباق و تضاد : کلام میں ایسے دو لفظ لانا جنکے معنی ایک دوسرے کے ضد ہوں خواہ دونوں اسم ہوں یا فعل یا حرف جیسے۔

دل عبرت خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے۔
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا ،۔
وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں۔
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
، نالہ سے رضا کہے اب مٹ جاؤ برے کام ہو
دیکھو میرے پلہ پر وہ اچھے میاں آیا۔

پہلے شعر میں ہلکا اور بھاری۔ دوسرے شعر میں کمال و نقص اور تیرے

شعر میں برے و اچھے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

صنعت تجنیس: کلام میں ایسے دو لفظ لانا جو بولنے یا لکھنے میں مشابہ ہوں اور معنی میں مختلف اس کی کئی صورتیں ہیں۔

تجنیس مماثل: کلام میں ایسے دو لفظ لانا جو بولنے میں مشابہ ہوں مگر معنی میں مختلف۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ دونوں یا تو اسم ہوں یا دونوں فعل یا دونوں حرف جیسے۔

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

رسل و ملک پہ درود ہو کوئی جانے انکے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی۔
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی۔

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
مہر سنت ماہ طلعت لے لے بدلہ نور کا

پہلے شعر میں پہلا "توڑا" ٹکڑے کے معنی میں اور دوسرا کمی کے معنی میں ہے۔ دوسرے شعر میں (۲) پہلا "شمار" گنتی

کے معنی میں اور دوسرا قیامت کے دن کے بارے میں ہے تیرے شعر میں پہلا لفظ " بدلی " ایک دوسرے کے بعد آنا کے معنی میں اور دوسرا بادل کے معنی میں ہے۔ چوتھے شعر میں پہلا "بدلا" تغیر و تبدل کے معنی میں اور دوسرا انتقام کے معنی میں ہے۔ اور سب میں تجنیس مماثل ہے۔ آخری شعر میں صنعت تضاد بھی ہے کہ بدعت سنت کی اور ظلمت طلعت کی ضد ہیں،

تجنیس مستوی : دو لفظوں میں مشابہت کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ اگر ایک فعل ہو دوسرا، اسم اور ایک اسم ہو تو دوسرا حرف وغیرہ

صدقے میں تیرے باغ تو پھیلائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

مومن ہے جوان کی عزت یہ میرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے تجدی تو میرے دل سے

پہلے شعر میں پہلا " بن " جنگل کے معنی میں اور یہ اسم ہے۔ اور دوسرا ہو جا کے معنی میں اور یہ فعل ہے۔ دوسرے شعر میں پہلا " میرے " فعل ہے۔ اور دوسرا اسم ہے جو دل کی ایک صفت کا نام ہے۔

صنعت تلمیع :- کوئی ایسی نظم جس کے ہر شعر میں دو

یا زیادہ زبانیں استعمال کی گئی ہوں۔ جیسے اعلیٰ حضرت کی
مشہور نعت پاک جس کا مطلع یہ ہے۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

قصیدہ مرصع:- وہ جو مطلع یا حسن مطلع کے بعد کم از کم ۲۸، اشعار پر اس طرح مشتمل ہو کہ
ہر شعر کے پہلے مصرعہ کے آخر میں مکمل حرف تہجی
ا بالترتیب ایک حرف آتا جائے۔ جیسے۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود۔
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

پورا قصیدہ صفحہ ۱۴۲ پر ملاحظہ ہو۔

لف نشر مرتب:- یہ ہے کہ پہلے متعدد اشیاء کا ذکر اجمالا یا تفصیلا کیا جائے پھر ان
میں سے ہر ہر شئی کے لئے ایک مناسب بات بغیر تعیین کے
لائی جائے۔ جیسے

خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی + ہیں درعدن لعل یمن مشک ختن پھول

پہلے شعر میں خوار کیلئے رافع بیمار کیلئے نافع خطادار و گنہگار کے لئے شافع مناسب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ دوسرے شعر میں کہا گیا ہے۔ کہ درِ عدن دندان مبارک پر قربان لعل یمن لب نازک پر قربان مشک ختن زلف عنبریں پر نچھاور اور پھول رخ زیبا پر اور یہ ایک دوسرے کیلئے مناسب الفاظ ہیں۔

تنسیق الصفات : کسی کا تذکرہ بہت سی صفتوں کے ساتھ کرنا خواہ وہ صفات مدح ہوں یا ذم۔ جیسے مدح صفات میں۔ اصالت کل امانت کل۔ سیادت کل امارت کل حکومت کل ولایت کل۔ خدا کے یہاں تمہارے لئے

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں رہے لئے تمہا

اس زمین کے تمام اشعار میں تنسیق الصفات،، کی صنعت رواں دواں ہے اور الفاظ کی شان و شوکت کروفر اور زورِ کلام و بیان کا گویا ایک نادر گلدستہ ہے اور اس میں قادر الکلامی کی شان آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اور صرف اسی نعت پاک پر منحصر نہیں پورا نعتیہ دیوان آپ پڑھتے چلے جائیے اسی طرح کی اور دوسری صنعتیں ہر نعت میں جلوہ فگن نظر آئنگی یہ تو صرف چند نمونے تھے جو میں نے آپ کی خدمت میں چند مقامات سے جمع کر کے پیش کر دیئے اگر کوئی

ذوق سلیم رکھنے والا اور صاحب شعر و سخن اپنی دقت نظر اور باریک بینی سے نگاہ ڈالے تو ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ اور اگر مخالف بھی منصف مزاجی سے دیکھے تو بغیر تعریف کئے نہیں رہ سکتا جیسا کہ متعدد مواقع پر رونما ہوا جن کو اس مختصر مضمون میں بیان نہیں کیا جا سکتا بس یہ کہکر مضمون کو ختم کر رہا ہوں۔

جو کچھ بیاں ہوا ہے وہ آغاز باب تھا ÷ یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین
مدرسہ اہلسنت مفتاح العلوم جامع مسجد۔ رامنگر
ضلع نینی تال ۔ یوپی ۔
مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ بروز یکشنبہ

ملنے کے پتے

رضوی منزل ۔ درگاہ شریف اجمیر ۔ راجستھان
نوری اکیڈمی مقام و پوسٹ چلکہر ضلع بلیا۔ یوپی۔
رضا اکیڈمی ۱۳۰ علی عمر اسٹریٹ بمبئی ۳

ذریعۂ قادریہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَاٰلِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

وصل اوّل در نعت اکرم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا | نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا | تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا | آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا | اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں | خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان | صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب | یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار خطا وار گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کردے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کروڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کس کا منہ تکیے کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اسکو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

وصل دوم در منقبت آقائے اکرم

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدیں ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے[1]
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

مصطفےٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینھ علوی فصل بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا

نبوی ظل علوی برج بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اُجالا تیرا

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

---

[1] سیدنا فرمودہ کہ در حضیر بانید یا عبد القادر بحقی علیک کل و بحقی علیک. غرب ج ۱۰، منہ

بحر و بر شہر و قریٰ سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچا نہیں دعوےٰ تیرا

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائیگی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھیرا ہے نظارا تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی
کہ وہی نا وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جیّد تو نہ ہو
سیّد جیّد ہر دہر ہے مولا تیرا

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

؎ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اوائل مر اصحاب را امر فرمود کہ اولیاء عراق مر تسلیم کنند بعد از مدتے فرمود کہ این زمان جمیع زمین شرق و غرب و بر و بحر و سہل و جبل مر تسلیم کردہ اند ہیچ ولی از اولیا نماند در آن وقت مگر آنکہ بر شیخ آمد و تسلیم کرد و او را بہ قطبیت ۔ تحفہ قادریہ

؎ اشارہ بقول او رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لم یکن مریدی جیداً فانا جید ۔ ۱۲ منہ وزان قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ والمعنی اطلاق الاسم یسیل الا من خص بدلیل کی حققنا فی المجیر المعظم شرح قصیدۃ الاکسیر الاعظم ۔

وصل سوم

در حسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیر

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے [1]
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیر

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں [2]
ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیر

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم [3]
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

---

[1] تعبیر آنچہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر: افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب ۱۲ ترجمہ

آنچہ رسیدہ کہ شیخ العارفین ابوالوفا فرمود سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت کہ ہر دیک یصیح ویسکت الا دیکک فانہ یصیح الی یوم القیمۃ۔ ہر خروس بانگ کند و خاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است ۱۲

[2] ترجمہ ارشاد حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیمۃ ۱۲

[3] یعنی حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی و ابو محمد عبد الحق حریمی کہ ہر دو از اولیائے معاصرین حضور سیدنا بودند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم و ایں زمانی بے خبری بکثر اقطاب را با سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساوی المرتبہ دانند و ایں دو شعر ترجمہ آں اشعار است کہ از حضور سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل می کنند کما ذکرنا فی المجیر المعظم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

ب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف | کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار | شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

ں۔ کس کے اوگائے تیرے | معرفت پھول سہی۔ کس کا کھلایا تیرا

ماہ برائی ہے یہ سارا گلزار | لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

تی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے | بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

ں کی چہک غلغلیں بزاروں کی چہک | باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

نزہ میں ہوتی ہے سلامی تیری | شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

کو نہیں فصل بہاری سے نیاز | کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور | نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

ہر میں کرتے نہیں تیرے خدام | باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

ں وبخارا وعراق واجمیر | کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

ہیں۔ ہاں پر۔ سبھی یکساں تو نہیں | یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

رد سراپا بفراغت اور جہیں | تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہ العزیز بخاری است ۲

ت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ از اولیائے عراق است سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و دانت اخر المشہورین بالعراق ۲

[illegible] محبوب بانی الامر حضرت سیدنا [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق[1] آج کہاں یہ تو قدم تھا

تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سکر نکالا

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا

دل اعدا کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

وصل چہارم

در مناقحت اعدا و استعانت از آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

---

[1] یقول کانھم لکمال الدھش نجبت اذھانھم الی قولہ تعالیٰ یوم یکشف عن ساق
[2] انہ لم یکن الا جلوۃ العبد لا تجلی المعبود کما نسجد اہل الجنۃ حین یرون نور رداء عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند تحولہ من بیت الی بیت زعما منہم

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر — بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے — جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سمِ قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار — منکرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں — چیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

ابنِ زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے — بل بے او منکرِ بے پاک یہ زہرا تیرا

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی — دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے — کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے — ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمہ تیرا

سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی — بند بندِ بدن اے روبۂ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری — دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے — جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم — الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پل پہ کہیں — نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلیٰ تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر — مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے — کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

اے رضا چیست غم ار جملہ جہاں دشمن تست — کردہ ام مامنِ خود قبلۂ حاجاتے را

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
للہ یہ بوجھ اُتار آقا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس
سن لو میری پکار آقا

مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈوبا، ڈوبا، اُتار آقا

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے | میں وہ کہ بدی کو عار آقا
پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا | دے دے ایسی بہار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے | میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ | میرا ہے وہ کامگار آقا
سویا کئے نابکار بندے | رویا کئے زار زار آقا
کیا بھول ہے انکے ہوتے کہلائیں ق | دنیا کے یہ تاجدار آقا
انکے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں | ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابر کرم کے میرے دھبے | لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَار[1] آقا

اتنی رحمت رضا پہ کر لو
لَا يَقْرَبُهُ الْبَوَار[2] آقا ۔

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شان عزّت کا | نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
ہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجادِ خلقت کا | یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا
اللہ ابھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا | خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا
للہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا | تعالی اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا
ندر کمی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی | چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

لہ ترجمہ انھیں سمندر نہ دھوئیں ۱۲ ٹ ترجمہ ہلاکت اس کے پاس نہ آئے ۱۲

بڑھایا سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں ‌‌ — تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں — گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب — نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر — نرالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرت افضال والا کی — کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خم زلف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجد ہے محراب دو ابرو میں — کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

مددائے جوشش گریہ بہادے کوہ اور صحرا — نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابی ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی — تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

یقیں ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے — ملے جوش صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کافور ہاتھ آیا — دل زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں — بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو — مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

زبان خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے — تڑپنا دشت طیبہ میں جگر افگار فرقت کا

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے — شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

جنہیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے — ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلیہائے جاناں سے — کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا — کبھی تو ہاتھ آجائیگا دامن ان کی رحمت کا

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا ــــ شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدۂ دیدار پر ــــ نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

شاد ہے فردوس یعنی ایک دن ــــ قسمتِ خدام ہو ہی جائے گا

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں ــــ نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں ــــ مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یادِ گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر ــــ دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز ــــ چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو ــــ کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو ــــ ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو ــــ باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

گر یونہی رحمت کی تاویلیں رہیں ــــ مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو ــــ شیخ دُرد آشام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں ــــ جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

مٹ کہ گریوں ہی رہا قرضِ حیات ــــ جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

عاقلو ان کی نظر سیدھی رہے ــــ بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر ــــ بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

ٹ گیسو و دو میں ابرا ہم کی تشبیہ لام اور لفظ آہ کے دل میں دو دو لام پیدا ہونے سے کلمۂ اللہ آشکار ہوتا ہے ۔

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ[1] مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی[2] من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ[3] چو بطیبہ رسی عرض بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا
لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ[4] خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ[5] اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

[1] ترجمہ: حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا ۱۲ [2] ترجمہ: سمندر اونچا ہوا اور موجیں طغیانی پر ہیں
[3] اے آفتاب تو نے میری رات دیکھی اس میں اشارہ ہے کہ میری رات آفتاب کے سامنے بھی ظلمت ہی رہی
[4] ترجمہ: حضور کے لیے سب سے زیادہ خوبصورت چہرہ میں ایک چودھویں رات کا چاند ہے ۱۲
[5] ترجمہ: میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت سب سے زیادہ کامل و تام ہے ۱۲

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکِ[۱] رحمے بر حسرتِ تشنہ لب
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَا لَهَا لِسُوَیْعَاتٍ ذَهَبَتْ[۲] آں عہد حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٍ وَالْهَمُّ شُجُوْنٌ[۳] دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا[۴] یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا — حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا — کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
حضور ان کے خلافِ ادب تھی بیتابی — مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

[۱] ترجمہ۔ اے میرے قافلہ اپنے قیام کی مدت زیادہ کر ۱۲ [۲] ترجمہ: آہ افسوس وہ چند قلیل گھڑیاں کہ گذر گئیں ۱۲
[۳] ترجمہ: دل زخمی ہے اور پریشانیاں رنگ رنگ کی ہیں۔
[۴] ترجمہ۔ جان تیرے قربان اپنی سوزش زیادہ کر ۱۲۔

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ — نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں — دلِ حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

پناہِ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا — نہ صبرِ دل کو غزالِ رمیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں — عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو — سلامِ ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ[۱] تھا وعدۂ ازلی — نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی — کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے — رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز — کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

گزرتے جان سے اک شورِ یا حبیب کے ساتھ — فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر — کوئی تو شہدِ شفاعت چشیدہ ہونا تھا

جو سنگِ در پہ جبیں سائیوں میں تھا مٹنا — تو میری جان شرارِ جہیدہ ہونا تھا

تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں — کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

رضاؔ جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

۱ ترجمہ: "میں بے شک ضرور جہنم کو بھر دوں گا۔"

شورِ مہِ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا | ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا
اس گل کے سوا ہر پھول با گوشِ گراں آیا | دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا
جب بامِ تجلی پر وہ نیّرِ جاں آیا | سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا
جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا | اب تک کے ہر اک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا
طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے | دیکھو گے چمن والو جب عہدِ خزاں آیا
سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور | ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا
کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے | سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا
جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی | لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا
طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو | کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا
لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری | چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا
نامہ سے رضاؔ کے اب مٹ جاؤ برے کامو | دیکھو مرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا
بدکار رضاؔ خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے | وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

معروضہ سنہ ۱۲۹۶ بعد واپسی زیارت مطہرہ بار اول

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا | تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا
نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی | قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا | فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا
یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس | ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا
یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم | چھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وبال کیا
چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل | اجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا
ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا | یہ کیا سمائی کہ دور ان سے وہ جمال کیا
حضور ان کے خیالِ وطن مٹانا تھا | ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا
نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی | ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا
جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ | ستم کہ عرض رہِ صرصرِ زوال کیا
مدینہ چھوڑ کے ویرانۂ ہند کا چھایا | یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب | بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا
ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ | یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا | لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم | تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا
بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا | کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی | بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا
تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا | تیرے صدقے نجی اللہ کا بجرا تر گیا
تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا | تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا
مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا | کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا
وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی | وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا
مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں | پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا
رحمۃ للعلمین آفت میں ہوں کیسی کروں | میرے مولا میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا
میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ | جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا
کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر | جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے | یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا | فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
اللہ اللہ یہ علوِ خاصِ عبدیت رضا | بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا | ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا | میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی | ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا | سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام | للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی | نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے | پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر | بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

تابِ مرآتِ سحر گردِ بیابانِ عرب | غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب
اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب | پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب
جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے | چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب
تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی | لبِ ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب
طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے | اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب
مہرِ میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے | ڈالے ایک بوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب
عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا | طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب
ف حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں | سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

ف اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے
(بقیہ بر صفحہ ۳۷)

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر اک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکیں حسن ترا جانِ عجم شانِ عرب

اب تو ہے گریۂ خوں گوہرِ دامانِ عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

[illegible]

[illegible]

ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
کہ بہت دور رہے خار مغیلانِ عرب

فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کشِ بلبل گلِ خندانِ عرب

شادیٔ حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عرب

چرچے ہوتے ہیں یہ کمھلائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

جو بنوں پر ہے بہارِ چمن آرائیٔ دوست
خلد کا نام نہ لے بلبلِ شیدائیٔ دوست

تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنائیٔ دوست
کون سے گھر کا اجالا نہیں زیبائیٔ دوست

عرصۂ حشر کجا موقفِ محمود کجا
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائیٔ دوست

مہر کس منہ سے جلوداریٔ جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائیٔ دوست

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمرِ جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائیٔ دوست

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائیٔ دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
ڈھونڈھنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

اَنتَ فِیھِم[1] نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق و فاروق و عثمان حیدر ہر ایک اس کی شاخ

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

[1] قال اللہ تعالیٰ وما کان یعذبھم وانت فیھم اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تم ان میں تشریف فرما ہو ۱۲ حضرت مدظلہ

اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ

یادِ رُخ میں آہیں کرکے بن میں میں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اول و آخر زیبِ فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

آلِ احمد خذ بیدی یا سید حمزہ کن مددی
وقتِ خزانِ عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد برائے جنابِ الٰہی
جنابِ الٰہی برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسی عطرِ محبوبیِ کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا | گروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت | یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے | سوائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے | جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت | بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا | بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا | دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضا پل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے ربِّ سلّم صدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اے شافعِ امم شہِ ذی جاہ لے خبر | للہ لے خبر مری للہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا | میں ڈوبا تو کہاں ہو مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد | اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا | ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب | گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس | ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب | اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں / تکتا ہے بے کسی میں تری راہ بے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے / میرا ہے کون تیرے سوا آہ بے خبر

پُرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور / مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ بے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم / کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ بے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ بے خبر

در منقبت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر / سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملت بھی ہے / علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے / مہرِ عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر

قطبِ ابدال بھی ہے محورِ ارشاد بھی ہے / مرکزِ دائرۂ سر بھی ہے عبدالقادر

سلکِ عرفاں کی ضیا ہے یہی درِّ مختار / فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکم شارع / مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے / کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

رشکِ بلبل ہے رضاؔ لالۂ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

گزرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہو کر

رخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہ نقشِ کفِ پا ہو کر

وائے محرومیِ قسمت کہ پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہِ زوّارِ مدینہ ہو کر

چمنِ طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہو کر

صرصرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال
رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہو کر

گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر

پائے شہ پر گرے یا رب تپشِ مہر سے جب
دلِ بے تاب اڑے حشر میں پارا ہو کر

ہے یہ امید رضاؔ کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیِ دوزخ ترا بندہ ہو کر

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

جیسے قرآن ہے ورد اس گلِ محبوبی کا
یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآں کی برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض

طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

طرفہ عالم ہے وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر
مصحفِ پاک ہو حیرانِ بہارِ عارض

ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینۂ ذات
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض

جلوہ فرمائیں رُخِ دل کی سیاہی مٹ جائے / صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض
نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں / حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض
مشکبو زلف سے رُخ چہرے سے بالوں میں شعاع / معجزہ ہے حلبِ زلف و تتارِ عارض
حق نے بخشا ہے کرم نذرِ گدایاں ہو قبول / پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مائگی دل کہ رضائے محتاج
لے کر اک جان چلا بہرِ نثارِ عارض

تمہارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک / تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک
اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں / مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک
سرِ فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا / کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک
یہ مٹ کے ان کی روش پر ہوا خود ان کی روش / کہ نقشِ پا ہے زمیں پر نہ صوتِ پائے فلک
تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر / چلی نسیم ہوئے بند دیدہائے فلک
نہ جاگ اٹھیں کہیں اہلِ بقیع کچی نیند / چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک
یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شبِ اسریٰ / کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک
مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن / گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک
رہا جو قانعِ یک نانِ سوختہ دن بھر / ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک
تجمل شبِ اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا / کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

خطابِ حق بھی ہے درباب خلق من اجلک | اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک
یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے | رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

کیا ٹھیک ہو رخِ نبوی پر مثالِ گل | پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل
جنت ہے ان کے جلوے سے جویائے رنگ و بو | اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوالِ گل
ان کے قدم سے سلعۂ[1] غالی ہو جناں | واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلالِ گل
سنتا ہوں عشقِ شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں | یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فالِ گل
بلبل حرم کو چل غمِ فانی سے فائدہ | کب تک کہیگی ہائے وہ غنچہ وہ لالِ گل
غمگیں ہے شوق غازۂ خاکِ مدینہ میں | شبنم سے دھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گل
بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصلِ گل کہاں | امید رکھ کہ عام ہے جود و نوالِ گل
بلبل گھرا ہے ابر ولا مژدہ ہو کہ اب | گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمالِ گل
یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ | ہر مہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گل
رنگِ مژہ سے کر کے خجل یادِ شاہ میں | کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل
میں یادِ شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم | ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گل

[1] حدیث میں جنت کو سلعۂ غالیہ فرمایا یعنی متاعِ گراں بہا ۱۲

ہیں عکس چہرے سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

نعت حضور میں مترنم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حال گل

بلبل گلِ مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآلِ گل

شیخین ادھر نثار غنی و علی ادھر
غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمال گل

چاہے خدا تو پائیں گے عشق نبی میں خلد
نکلی ہے نامۂ دل پُرخوں میں فال گل

کر اس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب
دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیال گل

دیکھا تھا خوابِ خار حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیالِ گل

ان دو کا صدقہ جنکو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دمِ صبح
شوخانِ بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول

دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں درِ عدن لعلِ یمن مشکِ ختن پھول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بُو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رُخِ شہ میں
لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول

ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں
للہ مری نعش کر اے جانِ چمن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

دل کھول کے خوں رولے غمِ عارضِ شہ میں
صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شدن پھول

کیا غازہ مَلا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

گرمی یہ قیامت کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقیِ صہبا و لبن پھول

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے
سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
رضی اللہ تعالیٰ عنہا — رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

[illegible]

ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالق ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم | یا الٰہی کیونکر اتریں پار ہم
کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم | دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

۱؎ قال اللہ تعالیٰ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد۔ مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے اسلئے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے۔ ۲؎ قال اللہ تعالیٰ وقیلہ یارب ان ھؤلاء قوم لا یؤمنون۔ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے" ۳؎ قال اللہ تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون۔ اے محبوب تیری جان کی قسم بیشک کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں"

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نامقبول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزشِ پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد
کیسے توڑیں یہ بتِ پندار ہم

دم قدم کی خیر اے جانِ مسیح
در پہ لائے ہیں دلِ بیمار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

اپنے کوچے سے نکالے تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی
آؤ دیکھیں سیرِ طور و نار ہم

ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں
بے تکلف سایۂ دیوار ہم

باعطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں
ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

اپنی ستاری کا یارب واسطہ
ہوں نہ رسوا برسرِ دربار ہم

اتنی عرض آخری کہہ دو کوئی
ناؤ ٹوٹی آ پڑے منجدھار ہم

منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا
دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

میں نثار ایسا مسلماں کیجئے
توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغ عشق
اب تو پائیں زخم دامن دار ہم

سینت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم

ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے
نقش پائے طالبان یار ہم

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے
چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم

چشم پوشی و کرم شانِ شما
کار ما بے باکی و اصرار ہم

فصلِ گل سبزہ صبا مستی شباب
چھوڑیں کس دل سے در خمار ہم

میکدہ چھٹتا ہے للہ ساقیا
اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

ساقیِ تسنیم جب تک آ نہ جائیں
اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم

ناز شیں کہتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

لطف از خود رفتگی یارب نصیب
ہوں شہید جلوۂ رفتار ہم

ان کے آگے دعویٰ ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سمانے کی رہی / بن گیا جلوہ کفِ پا کا ابھر کر ایڑیاں

انکا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج / جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال / ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے / بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاجِ روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں / رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا / رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی / کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضا طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتیٔ امت کو لنگر ایڑیاں

عشقِ مولیٰ میں ہوں خوں بار کنارِ دامن / یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن

بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر / کہ نہیں تار نظر جز دو سہ تارِ دامن

اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم / یا خدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن

دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم / بیدل آباد ہوا نام دیارِ دامن

مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور / اللہ اللہ حلبِ جیب و تتارِ دامن

تجھ سے اے گل میں ستم دیدۂ دشتِ حرماں / خلشِ دل کی کہوں یا غمِ خارِ دامن

عکس افگن ہے ہلالِ لبِ شہ جیب نہیں / مہرِ عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن

اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھوکر ، اے ادب گرد نظر ہو نہ غبارِ دامن

اے رضاؔ آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
جلوۂ جیب گل آئے نہ بہارِ دامن

رشکِ قمر ہوں رنگِ رخِ آفتاب ہوں | ذرہ ترا جو اے شہ گردوں جناب ہوں
دُرِّ نجف ہوں گوہرِ پاک خوشاب ہوں | یعنی ترابِ رہ گزرِ بوتراب ہوں
گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشمِ پرآب ہوں | دل ہوں تو برق کا دلِ پُراضطراب ہوں
خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا | رنگِ پریدۂ رخِ گل کا جواب ہوں
بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد | پروردۂ کنارِ سراب و حباب ہوں
عبرت فزا ہے شرم گنہ سے مرا سکوت | گویا لبِ خموشِ لحد کا جواب ہوں
کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خونِ دل پیوں | سیخ کباب ہوں نہ میں جامِ شراب ہوں
دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار | غنچہ ہوں گل ہوں برقِ تپاں ہوں سحاب ہوں
دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر | دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں
مولا دُہائی نظروں سے گر کر جلا غلام | اشکِ مژہ رسیدۂ چشمِ کباب ہوں
مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں | دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں
صدقے ہوں اس پہ نار سے دیگا جو مخلصی | بلبل نہیں کہ آتشِ گل پر کباب ہوں
قالب تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال | اے شہسوارِ طیبہ میں تیری رکاب ہوں

کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ ہیں　　کعبہ کی جان عرشِ بریں کا جواب محل
شاہا بچے سقر مرے اشکوں سے تا نہ میں　　آبِ عبث چکیدۂ چشمِ کباب ہوں
میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا　　پر لطف جب ہے کہدیں اگر وہ جناب ہوں

حسرت میں خاک بوسیِ طیبہ کی اے رضاؔ
ٹپکا جو چشمِ مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں
ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں
دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں
دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکر وصل تھا، ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں
جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں، سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے، خدا تیری گلی سے جائے کیوں
رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں،
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں
یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں
دیکھ کے حضرتِ غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں
جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں

خوش رہے گل پہ عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

گردِ ملال اگر دُھلے دل کی کلی اگر کھلے
برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلا ،،

راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاضِ دیدہ ،
چادرِ ظل ہے ملگجی

سنگِ درِ حضور سے ہمکو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمری جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

۵۷

تونے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

فکر معاش بد بلا ہول معاد جاں گزا
لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

غفلتِ شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفل شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضا مرگِ جواں سنائی کیوں

اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں جاتی ہے امتِ نبوی فرش پر کریں
ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے / ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں / آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

ن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے / آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

باؤں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے / مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

منزل کڑی ہے شانِ تبسم کرم کرے / تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں / تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں / در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کئے ہم نے / آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

ن کے ایما سے دونوں باگوں پر / خیلِ لیل و نہار پھرتے ہیں

: چراغِ مزار پر قدسی / کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

ں گلی کا گدا ہوں میں جس میں / مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے / کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں / دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر / لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

دوڑیاں بدلتے ہیں ہرکارے
بے بس رہ دیتے سوار پھرتے ہیں

رکھئے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن
مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی
گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم
جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا | رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا | دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں | سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں
بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریرِ دست | رہ گئیں جو پا کے جودِ لایزالی ہاتھ میں
کیا لکیروں میں یداللہ خط سرو آسا لکھا | راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں
جودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ | کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں
ابرِ نیساں مومنوں کو تیغِ عریاں کفر پر | جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں
مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں | دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
سایہ افگن سر پہ ہو پرچمِ الٰہی جھوم کر | جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں
ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم | موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں
وہ گراں سنگیِ قدرِ مس وہ ارزانیِ جود | نوعیہ بدلا کیے سنگ و لآلی ہاتھ میں
دستگیرِ ہر دو عالم کر دیا سبطین کو | اے میں قربان جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں
آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود | وقفِ سنگِ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں
جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا | ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

کاش ہو جاؤں لبِ کوثر میں یوں وارفتہ ہوش | لے کر اس جانِ کرم کا ذیلِ عالی ہاتھ میں
آنکھ محوِ جلوۂ دیدار دل پرجوشِ وجد | لب پہ شکرِ بخششِ ساقی پیالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضاؔ
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رو محرم نہیں | مصطفیٰ ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں
ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو | ماہیت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں
غنچے ما اوحیٰ کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں | بلبلِ سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
اس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش | کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں
پنجۂ مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے | چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں
ایسا اُمّی کس لئے منت کشِ استاذ ہو | کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَكْرَم نہیں
اوس مہرِ حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی | اس گلِ خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں
ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم کی بہار | وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یارب اور رضاؔ
خواہشِ دیہیمِ قیصر شوقِ تختِ جم نہیں

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

لہ زم زم کے معنی سریانی زبان میں تھم تھم جب یہ چشمہ زمین سے ابلا حضرت ہاجرہ والدہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے اس خوف سے کہ پانی ریتے میں مل کر خشک نہ ہو جائے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر وہ حد دائرہ میں رہ کر کنواں ہو گیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ نہ روکتیں تو سمندر ہو جاتا۔

ٹہ جم جم بزبان عربی یعنی کثیر کثیر کوثر سے مشتق ہے ... سے معتبر ہے ... یعنی کثیر کثیر۔

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
گرائے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہیں انہیں کے نور سے سب عیاں ہیں انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جسکا مکاں نہیں

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

رخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہ

ہے بلبلِ رنگیں رضا یا طوطیِ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وصفِ رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشمس و ضحیٰ کرتے ہیں

ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہ

ماہِ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو

مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہ

تب خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے

انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اے بلا بیخردی کفار رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اس کو درکار بے زباں بول اٹھا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

آستین رحمتِ عالم اُلٹے کمر پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رُخِ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں

تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہِ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

جس کے جلوے سے احد ہے تاباں معدن نور ہے اس کا دل

ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور

ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لب پہ کس منہ سے غم الفت لائیں کیا بلا دل ہے الم جس کا سنائیں

ہم تو ان کے کف پا پر مٹ جائیں ان کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انھیں کو سب کام

لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ درد رضا کرتے ہیں

در منقبت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ الشریف کہ وقت مسند نشینی حضرت ممدوح در ۱۲۹۸ھ عرض کردہ شد

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

وارستہ پائے بستۂ دام ابوالحسین
آزاد نار سے ہے غلام ابوالحسین

خط سیہ میں نور الٰہی کی تابشیں
کہ صبح نور بار ہے شام ابوالحسین

ساقی سنائے شیشۂ بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بوئے گل سے مدام ابوالحسین

بوئے کباب سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شراب چشت سے جام ابوالحسین

گلگوں سحر کو ہے سحر سوز دل سے آنکھ
سلطان سہروردی ہے نام ابوالحسین

کرسی نشیں ہے نقش مراد ان کے فیض سے
مولائے نقش بند ہے نام ابوالحسین

جس نخل پاک میں ہیں چھیالیس ڈالیاں
اک شاخ ان میں سے ہے بنام ابوالحسین

مستوں کو اے کریم بچائے خمار سے
تا دور حشر دورۂ جام ابوالحسین

ان کے بھلے سے لاکھوں غریبوں کا ہے بھلا
یارب زمانہ باد بکام ابوالحسین

میلا لگا ہے شان مسیحا کی دید ہے
مردے جلا رہا ہے خرام ابوالحسین

سرگشتہ مہر و مہ ہیں پر اب تک کھلا نہیں
کس چرخ پر ہے ماہ تمام ابوالحسین

اتنا پتہ ملا ہے کہ یہ چرخ چنبری
ہے ہفت پایہ زینۂ بام ابوالحسین

ذرہ کو مہر قطرہ کو دریا کرے ابھی
گر جوش زن ہو بخشش عام ابوالحسین

یکجی کا صدقہ وارث اقبال حسنہ پائے
سجادۂ شیوخ کرام ابوالحسین

انعام ہیں بہار جناں تہنیت بکیں
پودے پھلے تو نخل مرام ابوالحسین

اللہ ہم بھی دیکھ لیں شہزادوں کی بہار
سونگھے گل مراد مشام ابوالحسین

آقا سے میرے ستھرے میاں کا ہو بول بالا
اس اچھے ستھرے سے رہے نام ابوالحسین

یارب وہ چاند جو فلک عز و جلال پر
ہر سیر میں ہو گام بگام ابوالحسین

آؤ تمہیں ہلال سپہر شرف دکھائیں
گردن جھکائیں بہر سلام ابوالحسین

قدرت خدا کی ہے کہ تلاطم کناں اٹھی
بحر فنا سے موج دوام ابوالحسین

یارب ہمیں بھی چاشنی اس اپنی یاد کی
جس سے ہے شکریں لب و کام ابوالحسین

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری
اے بندہ جدود کرام ابوالحسین

زائرو پاس ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں انکو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امید غربا کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جان شیریں
نغمۂ قم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والے ٹھہرو
گٹھریاں توشۂ امید کی کس جانے دو

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

تش دل بھی تو بجھاؤ ادب داں نالو | کون کہتا ہے کہ تم ضبط نفس جانے دو
وں تپِ زار کے در پے ہوئے دہکے شعلو | خیرۂ خانہ برانداز خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو | حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی | شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں | سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو
چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق | سنبل خورد کے قربان اتارے گیسو
آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر | تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو
گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش | کہ بنیں خانہ بدوشوں کے سہارے گیسو
سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے | چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو
کعبۂ جاں کو پنہایا ہے غلاف مشکیں | اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو
سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں | سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو
مشکبو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے | حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو
دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر | یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ | کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

احدِ پاک کی چوٹی سے الجھے شب بھر
صبح ہونے دو شبِ عید نے ہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابرؤوں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہدِ گل کو
الٰہی طاقتِ پرواز دے پر ہائے بلبل کو

بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابرِ رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مل کو

ملے لب سے وہ مشکیں مہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قمِ عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

مچل جاؤں سوالِ مدعا پر تھام کر دامن
بھٹکنے کا بہانہ پاؤں قصدِ بے تامل کو

دعا کر بختِ خفتہ جاگ ہنگامِ اجابت ہے
ہٹایا صبحِ رخ سے شانہ نے شبہائے کاکل کو

زبانِ فلسفی سے امن وخرق والتیام اسرا
پناہ دورِ رحمت ہائے یکساعت تسلسل کو

دو شنبہ مصطفیٰ کا جمعۂ آدم سے بہتر ہے
سکھاتا کیا لحاظِ حیثیت خوئے تامل کو

وفورِ شانِ رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہرِ خدا شرمندۂ عرضِ بے تامل کو

پریشانی میں نام ان کا دلِ صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

رتھا یہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے مرکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخِ مہرِ فروزاں ہمکو

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہمکو

جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہمکو

کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دل
جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہمکو

عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہمکو

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہمکو

خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہمکو

خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سر و ساماں ہمکو

خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشتِ دل نہ پھرا بے سر و ساماں ہمکو

تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے
چین لینے دے تپِ سینۂ سوزاں ہمکو

پاؤں غربال ہوئے راہِ مدینہ نہ ملی
اے جنوں اب تو ملے رخصتِ زنداں ہمکو

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیحِ عربی کر دے نمکداں ہمکو

سیرِ گلشن سے اسیرانِ چمن کو کیا کام
نہ دے تکلیفِ چمن بلبلِ بستاں ہمکو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہمکو

گر لبِ پاک سے اقرارِ شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوششِ عصیاں ہمکو

نیرِ حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہمکو

رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تا بکے خوں رلائے غمِ ہجراں ہمکو

چاک داماں میں نہ تھک جائیو اے دستِ جنوں
پھر نئے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہمکو

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا لے مہِ تاباں ہمکو

اے رضا وصفِ رخِ پاک سنانے کے لئے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہمکو

غزل کہ دربارہ عزمِ سفرِ اطہر مدینۂ منورہ از مکۂ معظمہ بعدِ حج بمحرم ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شد

حاجیو آؤ شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

غل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی تجلّا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

ایمنِ طور کا تھا یمانی میں فروغ
شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم انکا دیکھو

عرضِ حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحاج
آدابِ دادرسیِ شہِ طیبہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لئے
مجرمو آؤ یہاں عید دو شنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامیدِ صفا دوڑ لئے
رہِ جاناں کی صفا کا بھی تقاضا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دلِ خوں نابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

پل سے اتار دو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آؤ حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھیے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

اے شوق دل یہ سجدہ گر انکو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے | صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
یاالٰہی سردِ مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر | سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن | دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں | عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں | ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے | چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں | ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط | آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے | رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں | قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ | قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ
خامۂ قدرت کا حسنِ دست کاری واہ واہ | کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ
اشکِ شب بھر انتظارِ عفوِ امت میں بہیں | میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ
انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر | ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی
مہر اور ان تلووں کی آئینہ داری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فوجِ ساری واہ واہ

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکسِ خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی رازداری واہ واہ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو
ان کے خوانِ جود سے ہے ایک نانِ سوختہ

ماہِ من یہ نیرِ محشر کی گرمی تا بکے
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ

برقِ انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

مہرِ عالمتاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز
پیشِ ذراتِ مزارِ بیدلانِ سوختہ

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پر افشاں ہوں یارب بلبلانِ سوختہ

بہر حق اے بحرِ رحمت اک نگاہِ لطف بار
تا بکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے
اک شرارِ سینۂ شیدائیانِ سوختہ

آتشِ تردامنی نے دل کئے کیا کیا کباب
خضر کی جاں ہو جلا دو ماہیانِ سوختہ

آتشِ گلہائے طیبہ پر جلانے کے لئے
جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ

لطفِ برقِ جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ

اے رضاؔ مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جسکو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لیکر آیا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیحِ دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اُنکا اُنکا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انبیائے سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دیدیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

عذر امید عفو اگر نہ سنیں
رو سیاہ اور کیا بہانہ کرے

دلمیں روشن ہے شمع عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل برا نہ کرے

دل سے اک ذوق مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی
پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

کیا اسکو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے — خاک اسکو اٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے
بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بتوں کی خاک — دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے
سونے کو تپائیں جب کچھ میل ہو یا کچھ میل — کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے
آتا ہے درود لا یوں ذوق طواف آنا — دل جان ہے صدقے ہو سر گرد پھرے دل سے
اے ابر کرم فریاد فریاد جلا ڈالا — اس سوزشِ غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے
دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک — اتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے
کیا جانیں یم غم میں دل ڈوب گیا کیسا — کس تہ کو گئے ارماں اب تک نہ ترے دل سے

کرتا تو ہے یاد ان کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

اللہ اللہ کے نبی سے — فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی — لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی — تاروں نے ہزار دانت پیسے
ایمان پہ موت بہتر او نفس — تیری ناپاک زندگی سے
او شہد نمائے زہر در جام — گم جاؤں کدھر تری بدی سے
گہرے پیارے پرانے دل سوز — گزرا میں تیری دوستی سے
تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدمے — ایسے نہ ملے کبھی کسی سے

اُف رے خود کام بے مروت — پڑتا ہے کام آدمی سے
تُو نے ہی کیا خدا سے نادم — تو نے ہی کیا خجل نبیؐ سے
کیسے آقا کا حکم ٹالا — ہم مر مٹے تیری خودسری سے
آئی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو — ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے
حد کے ظالم ستم کے کٹر — پتھر شرمائیں تیرے جی سے
ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے — نکلا نہ غبار تیرے جی سے
ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے — اللہ بچائے اس گھڑی سے
جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت — چالیں چلئے اس اجنبی سے
اللہ کے سامنے وہ گن تھے — یاروں میں کیسے متقی سے
رہزن نے لوٹ لی کمائی — فریاد ہے خضر ہاشمی سے
اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں — اپنی نالش کروں تجھی سے

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضاؔ کسی سے

شجرہ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

الیٰ یوم الدین

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے — یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے / کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے / علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر / بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری / جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا / ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد / بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا / قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحسَنَ اللّٰہُ لَہُم رِزقاً سے دے رزقِ حسن / بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ / دے حیاتِ دیں محی جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا / دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر / بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال / شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے / خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے / عشقِ حق دے عشقی عشقِ انتما کے واسطے

ـــــــــــــــــــ

ــہ یعنی مرتبہ معرفت [illegible] اور بیخودی [illegible] اور [illegible] کے واسطے ایسی [illegible] چونکہ حضرت سیدنا [illegible] حضرت سیدنا [illegible] اور [illegible] نام پاک حضرت سیدنا [illegible] حضرت سیدنا [illegible] حضرت سیدنا [illegible] اور [illegible]

محبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لئے | کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر | اچھے پیارے شمس دیں بدر العلےٰ کے واسطے
دوجہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر | حضرت آلِ رسول مقتدیٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم) | دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے | جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب | ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا | بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا | ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک | اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو | ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے | پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے | کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں | اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

سے حدائقِ بخشش حصہ ۲، ۳، ۸، ۱۳، ماخوذ مجموعہ الرسائل بریلی مطبوعہ ... میں چھپ چکا ہے

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائیگی طاقت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزار قدم قامت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
صلی اللہ علیہ وسلم

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی
اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپکی بینائی کی

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہمکو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضا جسکے لئے وسعت عرش
بس جگہ دل میں ہے اُس جلوۂ ہرجائی کی

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگان گرمئ محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوح دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پرجوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تری آواز پر
رب سلم کی صدا پہ وجد لاتے جائیں گے

رہ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائینگے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

رہیگا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

آنکھیں رو رو کے سوجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

کوئی دن میں یہ سرا اوجڑ ہے | ارے او چھاؤنی چھانے والے

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے | دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

ایسے بدفال بری ہوتی ہے | دیس کا جنگلا سنانے والے

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں | وہ سلامت ہیں بنانے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام | او درِ یار کے جانے والے

پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف | ارے چل جھوٹے بہانے والے

نفس یہ میں خاک ہوا تو نہ مٹا | ہے مری جان کے کھانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو | طیبہ سے خلد میں آنے والے

نیم جلوے میں دو عالم گلزار | واہ وا رنگ جمانے والے

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا | کہتے ہیں اگلے زمانے والے

وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ | مٹ گئے آپ مٹانے والے

لب سیراب کا صدقہ پانی | اے لگی دل کی بجھانے والے

ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں | راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا | ہائے رخصت کی سنانے والے

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز | کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

کشتۂ دشتِ حرم جنت کی | کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے | اٹھ مرے دھوم مچانے والے

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے — بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
جگمگا اٹھی مری گور کی خاک — تیرے قربان چمکنے والے
مہ بے داغ کے صدقے جاؤں — یوں دمکتے ہیں دمکنے والے
عرش تک پھیلی ہے تاب عارض — کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے
گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں — نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے
عاصیو تھام لو دامن ان کا — وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
ابر رحمت کے سلامی رہنا — پھلتے ہیں پودے لچکنے والے
ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے — کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے
سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ — پڑے بکتے رہیں بکنے والے
شمع یاد رخ جاناں نہ بجھے — خاک ہو جائیں بھڑکنے والے
موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب — اک ذرا سو لیں بلکنے والے
کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو — کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے
دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط — بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے
ہم بھی کمھلانے سے غافل تھے کبھی — کیا ہنسا غنچے چٹکنے والے
نخل سے چھٹ کے یہ کیا حال ہوا — آہ او پتے کھڑکنے والے
جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا — ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے
دیکھ او زخم دل آپے کو سنبھال — پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

مے کہاں اور کہاں میں زاہد ایوں   چھلکتے ہیں چھلکنے والے

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضا

پانچ فوارے   چھلکنے والے

راہ پر خار ہے کیا ہونا ہے	پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
خشک ہے خون کہ دشمن ظالم	سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
ہم بدر دہی کرنا جس سے	دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
تن کی اب کون خبر لے ہے ہے	دِل کا آزار ہے کیا ہونا ہے
میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی	ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے
دل کہ تیمار ہمارا کرتا	آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے
پر کٹے تنگ قفس اور بلبل	نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے
چھپکے لوگوں سے کئے جس کے گناہ	وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ	سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ	غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے
نفس پر زور کا وہ زور اور دل	زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے
کام زنداں کے کئے اور ہمیں	شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے
ہائے رے نیند مسافر تیری	کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

دور جانا ہے رہا دن تھوڑا — راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے
گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں — مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے
جان ہلکان ہوئی جاتی ہے — بار سا بار ہے کیا ہونا ہے
پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ — زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے
راہ تو تیغ پر اور تلووں کو — گلہ خار ہے کیا ہونا ہے
روشنی کی ہمیں عادت اور گھر — تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے
بیچ میں آگ کا دریا حائل — قصد اس پار ہے کیا ہونا ہے
اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھیلیں — شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے
ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ — عین منجدھار ہے کیا ہونا ہے
کل تو دیدار کا دن اور یہاں — آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے
منہ دکھانے کا نہیں اور سحر — عام دربار ہے کیا ہونا ہے
ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ — وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے
لے وہ حاکم کے سپاہی آئے — صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے
واں نہیں بات بنانے کی مجال — چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے
ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا — بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے
آخری دید ہے آؤ مل لیں — رنج بیکار ہے کیا ہونا ہے
دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا — اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا
بندۂ ناچار ہے کیا ہونا ہے

نزع میں دھیان نہ بھٹکے کہیں
یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے

اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت
گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے
پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضا کڑھتے ہو، ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

پند کڑوی لگے ناصح سے ترش ہو اے نفس
زہر عصیاں میں ستمگر تجھے میٹھا کیا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے

ان کی امت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا
یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

زاہد ان کا میں گنہگار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت
دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجئے مری
کیوں ہو بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

اس کی بے چینی سے ہے خاطرِ اقدس پہ ملال
بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کر اٹھوں میں بیساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوار امم
آگئی جاں تنِ بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ
چشم بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

صدقے اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

اے رضا جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصفِ عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مژدہ باد اے عاصیو شافع شہِ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

عرش سا فرشِ زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

لب زلالِ چشمۂ کن میں گندھے وقتِ خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تمکو کیا دشوار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

جوشِ طوفاں بحرِ بے پایاں ہوا ناساز گار
نوح کے مولیٰ کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعلمیں تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے

حیرتیں ہیں آئنہ دارِ وفورِ وصفِ گل
ان کے بلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

عرش پہ جاکے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ
گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں | پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے
پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار | روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے
شان خدا نہ ساتھ دے انکے خرام کا وہ باز | سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اڑان ہے
بار جلال اٹھالیا گرچہ کلیجہ شق ہوا | یوں تو یہ ماہ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزش عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے
انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
تری جلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا
حیات جاں کا رکاب میں ہے ممات اعدا کا ڈاب میں ہے
سیاہ لباسان دار دنیا و سبز پوشان عرش اعلےٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض انکی جناب میں ہے

وہ گل ہیں لبہائے نازک اپنے جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن نہ میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
جلی ہے سوز جگر سے جاں تک ہے طالب جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آب حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے
کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آ کر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے
گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بے کس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لاابالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

زمیں تپتی کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذو الجلالی ہے

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جب ہی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عموم بے گناہی جرم شان لاابالی ہے

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) | ترا سروِ سہی اس گلبنِ خوبی کی ڈالی ہے

رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے | سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں | تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا | ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے | تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی | نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے
جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے | ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتالی ہے
بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجا ہو جائے | بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے
پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منھ | مینھ نے پھسلن کر دی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے
ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے | پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے
پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں | ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے
تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو | دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے
دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ | صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش | اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا | ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے | نبی راز دار مع اللہ لی ہے
وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا | رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
ہے بیتاب جس کے لئے عرش اعظم | وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے
نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری | فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے
تلاطم ہے کشتی پہ طوفان غم کا | یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے
نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی | اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
صبا ہے مجھے صرصر دشت طیبہ | اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے
ترے چاروں ہمدم ہیں یکجان یکدل | ابو بکر فاروق عثمان علی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے | دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر | کہ تجھ پر مری حالت دل کھلی ہے
تمنا ہے فرمائیے روز محشر | یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

ے سے میرے بیٹے میری فریاد کو سنو۔

ردی

جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو | نہ کچھ قصد کیجے یہ قصد دلی ہے
ترے در کا دربان ہے جبریل اعظم | ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

نہ عرش ایمن نہ اِنّی ذاہبٌ[1] میں میہمانی ہے | نہ لطفِ اُدنُ[2] یا احمد نصیبِ لن ترانی[3] ہے
نصیبِ دوستاں گر ان کے در پر موت آتی ہے | خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے
اسی در پہ تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں | اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے
ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی | نگارِ مسجدِ اقدس میں کب سونے کا پانی ہے
ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی | زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے
کھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر | شرابِ قد رای الحق[4] زیبِ جامِ من رآنی ہے

[1] موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اِنّی ذاہبٌ اِلیٰ ربّی سیہدین۔ میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا وہ مجھے راہ دکھائے گا۔

[2] حدیث میں رب عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شب معراج فرمایا اُدنُ یا احمد اُدنُ یا محمد اُدنُ یا خیر البریۃ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد! پاس آ اے تمام جہان سے بہتر ۱۲

[3] موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر خواہش کی دیدار الٰہی کا حکم ہوا لن ترانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے یعنی دنیا میں دیدار الٰہی کی تاب کسی کو نہیں یہ مرتبہ حضرت سید الانبیا کیلئے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[4] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من رآنی فقد رای الحق جسے میرا دیدار ہوا اسے دیدار حق ہوا۔

جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

کہاں اس کو شکِ جانِ جناں میں زر کی نقاشی
ارم کے طائرِ رنگِ پریدہ کی نشانی ہے

ذیابٌ فی ثیاب[1] لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنزِ آمال و امانی ہے

درودیں صورتِ ہالہ محیطِ ماہِ طیبہ ہیں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

تعالی اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فرِ شوکتِ صاحب قرانی ہے

وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

[1] حدیث میں فرمایا آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے ذیاب فی ثیاب کپڑے پہنے بھیڑیے یعنی انسانی صورت اور بھیڑیے کی سیرت یہ وہابیوں کے مولوی ہیں ۱۲

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف انکی رسائی ہے | گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے
مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے | کیا بات تری مجرم کیا بات بن آئی ہے
سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو | اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو | یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے
زائر گئے بھی کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے | اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے
بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا | سرکار کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے
گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا | رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے
اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ | دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے
مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو | منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے
اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں | ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے
اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے | جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کر لے | تو ہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرائی ہے
ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے | کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے
طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد | ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہو صرف ان کی رسائی ہے

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجئے — نار سے بچنے کی صورت کیجئے
ان کے نقشِ پا پہ غیرت کیجئے — آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے
ان کے حسنِ بالملاحت پر نثار — شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے
ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جایئے — ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے
پھیر دیجئے پنجۂ دیوِ لعیں — مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بل پہ طاقت کیجئے
ڈوب کر یادِ لبِ شاداب میں — آبِ کوثر کی سباحت کیجئے
یادِ قامت کرتے اٹھیے قبر سے — جانِ محشر پر قیامت کیجئے
ان کے در پر بیٹھئے بن کر فقیر — بے نواؤ فکرِ ثروت کیجئے
جس کا حسن اللہ (جل جلالہ) کو بھی بھا گیا — ایسے پیارے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کیجئے
حیّ باقی (جل جلالہ) جس کی کرتا ہے ثنا — مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے
عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں — صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے
نیم والطیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ — بلبلو پاسِ نزاکت کیجئے
سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ — خم ذرا فرقِ ارادت کیجئے
آنکھ تو اٹھتی نہیں دیں کیا جواب — ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے

عذر بد تر از گنہ کا ذکر کیا
بے سبب ہم پر عنایت کیجئے

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسو سامانِ دولت کیجئے

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

مَنْ رَّاٰنِیْ قَدْ رَاَی الْحَق جو کہے
کیا بیاں اُس کی حقیقت کیجئے

عالمِ علمِ دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجئے

آپ سلطانِ جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقتِ نعمت کیجئے

تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند
ظلمتِ غم کی شکایت کیجئے

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام
آہ سنیئے اور غفلت کیجئے

پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا
سچ ہے اور دعوائے الفت کیجئے

اقربا حبِّ وطن بے ہمتی
آہ کس کس کی شکایت کیجئے

اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں
کس طرح رفعِ ندامت کیجئے

اپنے ہاتھوں خود لٹے بیٹھے ہیں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

کس سے کہئے کیا کیا کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاجِ دردِ فرقت کیجئے

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہرِ مصیبت کیجئے

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں ا ہم کریں جرم آپ رحمت کیجے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اُس کی اپنی عادت کیجے

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

ذکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

کیجیے چرچا اُنہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجیے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجیے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانبِ مہ پھر اشارت کیجیے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر
مومنو اتمامِ حجت کیجیے

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استغاثت کیجیے

یا رسول اللہ دہائی آپ کی | گوشمالِ اہلِ بدعت کیجیے
غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے | زندہ پھر یہ پاک ملت کیجیے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ | اولیا کو حکمِ نصرت کیجیے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حاضری بارگاہ بہیں جاہ

وصلِ اول رنگِ علمی

حضور جانِ نو

۲۴ ھ ۱۳

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے ‏— جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے ‏— ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

کس خاکِ پاک کی تو بنی خاکِ پا شفا ‏— تجھ کو قسم جنابِ مسیحا کے سر کی ہے

آبِ حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند ‏— اکسیرِ اعظم مسِ دل خاک در کی ہے

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے ‏— حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یونہیں سنا کیے ‏— ہر بار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی ‏— پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے! ‏— یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ‏— اُن پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

۱؎ مدینہ طیبہ کو قبر مبارک کا ... ہے ۔ حدیث میں فرمایا ہے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میری قبر پاک کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے ۔ ۱۲ ثابت

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

کعبہ بھی ہے اُنہیں کی تجلّی کا ایک ظِل
روشن اُنہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدّیق بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

۱ نہضت کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا ۲ یعنی سنگِ اسود کہ سیاہ رنگ کا پتھر کعبہ معظمہ میں نصب ہے اور آنکھ کی پتلی سے مشابہ ہے ۳ کعبہ معظمہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا ۴ اللہ نے مکہ معظمہ سے تین میل پر وادی ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو کنکریاں مارے جاتے ہیں، یہ دونوں باتیں بھی اسی مقام کی سنت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۱۲ ۵ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے کہ وقت جاتا ہے مگر صرف اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب مبارک میں خلل آئے جنبش نہ کی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ۱۲ ۶ خطر یعنی شرف نماز عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے کہ سب نمازوں سے افضل و اعلیٰ ہے ۱۲ ۷ اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غار ثور کے سوراخ میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا۔ انھوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ آخر اسی سے شہادت پائی ۱۲ ۸ غرر بالضم جمع اغر یعنی روشن تر یعنی جان کا رکھنا سب فرضوں سے زیادہ اہم ہے صدیق نے خواب اقدس کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا۔

ذکر خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو ۔۔۔ واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے ۔۔۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے ۔۔۔ تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

اُن کی نبوت اُن کی ابوت ہے سب کو عام ۔۔۔ اُم البشر عروس اُنہیں کے پسر کی ہے

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل ۔۔۔ اُس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

پہلے ہو اُن کی یاد کہ پائے جلا نماز ۔۔۔ یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

؎ ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یاد خدا کرتے تھے مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الگ ہو کر لہٰذا جہنمی ہوئے ۲؎ ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت جو خوبی روز ازل سے ابدالآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی اس سبب میں واسطہ و قاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی۔ دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والا میں ہوں اس کا مفصل بیان مصنف کے رسالہ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ہے۔ ۳؎ علما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لئے حضور کا نام پاک ابوالارواح ہے تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ صورت میں حضور کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو ام البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم کی عروس ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ۴؎ آدم علیہ الصلوٰۃ

دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور[1] ہیں | ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر[2] کی ہے
ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام | ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
اُن پر درود جن کو کسِ بیکساں کہیں | اُن پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام | یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام | خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام | تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام | کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام | ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام | راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام | مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام | یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے
سب کر و فر سلام کو حاضر ہیں السلام | ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کر و فر کی ہے
اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں السلام | یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہلِ نظر کی ہے

[1] غفور بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ہے جس کی طرف توراۃ میں اشارہ ہے۔
[2] چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرھویں منزل کا نام غفر ہے۔

آنسو بہا کے بہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر
ہاتھی ڈباؤ جھیل یہاں چشمِ تر کی ہے

تیری قضا خلیفۂ احکامِ ذی الجلال
تیری رضا حلیفِ قضا و قدر کی ہے

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی
سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکرِ خدا نویدِ نجات و ظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے

دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا
مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے

ماں دونوں بھائی بیٹے بھتیجے عزیز دوست
سب تجھ کو سونپے ملک ہی سب تیرے گھر کی ہے

جن جن مرادوں کیلئے احباب نے کہا
پیشِ خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

؎ [illegible] وہ دوست جن میں ہمیشہ دوستی کا [illegible] ہوگیا ہو نہ قبر انور و منبر اطہر کے بیچ میں جو زمین ہے اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ روضۃ من ریاض الجنۃ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے ؎ اللہ اور رسول کے کرم پر بھروسہ کرکے ایک مثل: ہے یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اللہ اور رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا تو امید ہے کہ [illegible] دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ؎ پہلے مصرع میں آیت بالمؤمنین رؤف رحیم کی طرف تلمیح ہے یہاں واما السائل فلا تنہر کی طرف اشارہ ہے یعنی سائل کو نہ جھڑک [illegible] ؎ دھوپ دوپہر [illegible] دونوں مصرعوں [illegible] ؎ وحی سے مراد یہ ہیں [illegible] احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اثر، اقوالِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

اُن پر کتاب اُتری بیاناً لکل شیٔ
تفصیل جس میں ما عبر و ما غبر کی ہے

آگے رہی عطا وہ بقدرِ طلب تو کیا
عادت یہاں امید سے بھی بیشتر کی ہے

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اُس قدر کی ہے

احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض
ناکردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے

دنداں کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہوگی آب
ندی گلے گلے مرے آبِ گہر کی ہے

دشتِ حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے
مٹی عزیز بلبلِ بے بال و پر کی ہے

یا رب رضا نہ احمدِ پارینہ ہو کے جائے
یہ بارگاہ تیرے حبیبِ اَبَرّ کی ہے

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلتِ بد پیشتر کی ہے

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

---

۱ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھا لی تو میں تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔۱۲

۲ اشارہ بہ آیۂ کریمہ نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیٔ ہم نے تم پر اتارا قرآن ہر چیز کا روشن بیان۔ ما عبر جو گزر گیا اور ما غبر جو باقی رہا۔ اشارہ بہ حدیث فیہ نبأ من قبلکم وخبر من بعدکم قرآن میں تم سے اگلوں اور تم سے پچھلوں سب کے احوال کی سب خبر ہے۔۱۲ پارینہ یعنی جیسا سال گزشتہ۔ اشارہ بمرحمت من جان احمد پارینگہ بردم بتم حشر۔ اَبَرّ بہ تحقیق عطائے مشدّدہ اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا۱۲

حاضری درگاہ ابدی پناہ

وصل دوم رنگ عشق

۲۴ ھ ۱۳

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے
چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

ڈالیں ہری ہری ہیں تو بالیں بھری بھری
کشتِ املِ[۱] پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے

ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے
سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے

ہم گرد کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ
ہم پر نثار[۲] ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

کانک جبیں کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے
مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے

ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے
جھالے پڑ رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

برسا کہ جانے والوں پہ گوہر کروں نثار
ابرِ کرم سے عرض یہ میزاب[۳] زر کی ہے

[illegible]

آغوشِ شوق کھولے ہے جس کے لئے حطیمؔ
وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو
یہ راہِ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی

گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی یہ شبھ عہ گھڑی پھری
مر مر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سرکی

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی

عشاقِ عہ روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی

عہ زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائے کعبہ معظمہ کی تعمیر کی تھی کم خرچ کے باعث چند گز زمین شمال کی طرف چھوڑ دی تھی اسی طرف میں اصل میں کعبہ معظمہ ہی کی ہے اس کے گرد دوسری شکل پر ایک چھوٹی دیوار کھینچ دی گئی ہے اور دونوں طرف سے جانے کی راہ رکھی ہے۔ اس ٹکڑے کو حطیم کہتے ہیں یہ بالکل آغوش کی شکل پر ہے۔ عہ شبھ گھڑی یعنی دیکھی ہوئی مسعود۔ زبان ہندی میں شبھ نیک و سعید گھڑی ساعت سعید ۱۲ عہ اس شعر کے دو معنی ہیں ایک تو یہ یعنی عاشقان روضہ کا ایمان ہی تو چاہتا تھا کہ روضہ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو مگر شرع مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبہ معظمہ قبلہ قرار دیا تو حکم شرع کعبہ معظمہ ہی کی طرف سجدہ میں جھکے مگر دل کی خواہش سے منہ روضہ کی طرف گیا اگلی وہ حالت ہے جو ابتداء بیت المقدس کی طرف حکم سجدہ ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہی تھی کہ کعبہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے قال اللہ تعالیٰ فلنولینک قبلۃ ترضٰہا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت و خواہش ہے۔ دوسرے معنی دقیق کہ عاشقانِ روضہ کا سجدہ اگرچہ صورۃً سوئے کعبہ ہے مگر نیت کعبہ کی طرف جانا ہے کہ وہ کس وقت اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جلوہ ہو سکے وہ خوب جانتے ہیں کہ کعبہ بھی انہیں کی تجلی کا ایک ظل ہے۔ کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنایا تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے وہی روح قبلہ ہے اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے تو ثابت ہوا کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں سجود الیہ ہے اور ..... اگلی شریعتوں میں سجدہ تحیت کی سجود لہ تھی۔ قال یعقوب و ابناءہ علیٰ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو سجدہ کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو اس سے مقبر تھے ۱۲.

یہ گھر یہ در ہے اُس کا جو گھر در سے پاک ہے ۔ مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے
محبوب ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں ۔ پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود ۔ بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے
سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں ۔ جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام ۔ یوں بندگیِ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے ۔ رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب ۔ بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

۱؎ یعنی روضۂ پرنور تجلی الٰہی کا گھر عطائے الٰہی کا در ہے جو اللہ عزوجل کے فضل اعلیٰ واتم ومکمل وظیفہ مستحق ہے۔ ۲؎
تمام ہر وقت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہیں ۳؎ عتیق یعنی ابوبکر و عمر دو حسین نام سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں ستر
ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیئے جاتے ہیں ستر ہزار دوسرے آتے ہیں وہ صبح تک
رہتے ہیں یونہی قیامت تک بدلی ہوگی اور جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں
کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے اگر تبدیلی نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے بدلی یہاں یعنی تبدیل بھی اسی
سے یعنی ابہام یعنی پہرہ بدلنے کی طرف اشارہ کیا اور بدلی میں دُرر یعنی موتیوں کی بارش بتائی جس سے مراد ملائکہ
درود شریف ہے ۴؎ کہ سعدین دو ستارے سعید ہیں وہ مشتری وزہرہ ان کا قران بہتر ہے ان کا ایک درجہ و دقیقہ میں
یکجا ہونا یہاں سعدین سے مراد صدیق و فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ماہ و قمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار پرانوار پر چھائے رہتے ہیں۔

اے وائے بیکسیٔ تمنا کہ اب امید — دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے — اور بارگاہِ مرحمتِ عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار — عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

زندہ رہیں تو حاضریٔ بارگہ نصیب — مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے — چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے

جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال — ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گزر کی ہے

ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در — شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کر و فر کی ہے

اس پاک کو میں خاک بسر سر بخاک ہیں — سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بشر کی ہے

کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے — جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

جار دکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے — وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

۱؎ جو شام کو حاضر ہونے والے تھے انھوں نے جب شام کی امید تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے انھیں شب بھر صبح کی اس بندگی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں جو ایکبار حاضر ہو چکے ہیں انھیں دن کو دیکھ شام کی امید ہے نہ شب کو دیکھ صبح کی کہ وہ دوبارہ آنا نہ ہوگا ۔ ۲؎ وہ بسر بھی گزر خوب بسر ہوتا ہے یعنی خوب گزرتی ہے ۳؎ چار دکشی تخت جار جب کش وہ ظرف سر کھلے ہیں سلطان روم اور ہند نغرہ وغیرہ ۔ ۴؎ یعنی اسلام کے بہت سے صاحب کشور ان کے ... سے ... رہتے ہیں ... خدمت بجا لاتا ہے

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند ف | سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو | مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

شانِ جمالِ طیبۂ جاناں ہے نفعِ محض | وسعت جلالِ مکہ میں سود و ضرر کی ہے

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دُلہن مگر | ساری بہار دُلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

کعبہ دُلہن ہے تربتِ اطہر نئی دُلہن | یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی ف مگر | جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

سرسبزِ وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ ف | چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

ما و شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو ف | کل دیکھنا کہ اُن سے تمنا نظر کی ہے

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول | یہ جانیں اُن کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

جو چاہے اُن سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر | زر ناخریدہ ایک کنیز اُن کے گھر کی ہے

رومی غلام دن حبشی باندیاں شبیں | گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

ف حدیث میں فرمایا من استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا تم میں جس سے ہوسکے کہ مدینہ ہی میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا ۔ ف بزبان ہندی یعنی امیر سوار خوبصورت حسین ۔ ف روضۂ اطہر پر غلاف سبز ہے اور کعبۂ معظمہ پر سیاہ ۔ ف صحیح حدیث میں فرمایا کہ روزِ قیامت تمام خلائق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۔

اتنا عجب[1] بلندیِ جنت پہ کس لئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اُتری ہوئی شبیہ ترے بام و در کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار[2] کی برات
ادنیٰ نچھاور اس کے دولہا کے سر کی ہے

عنبر[3] زمیں عبیر ہوا مشکِ تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے مُنہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا[4] ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں مُنہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا مُنہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے

[1] جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرش معلیٰ ہے بعض گدایان بارگاہ اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور اتنی بلندی تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق و لیاقت کی بنا پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت دیکھنا ہے دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے۔ [2] ابرار کا مرتبہ مقربین سے کم ہے یہاں تک کہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ پھر مقربین میں بھی درجات بیشمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ و اعلیٰ سے اعلیٰ موجود ہیں گے وہ بھی سب حضور ہی کا تصدق ہے اسی لئے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کوئی ادنیٰ نہیں۔ [3] یعنی جس راہ سے حضور گزر فرمائیں وہاں کی زمین عنبر ہو جاتی ہے ہوا عبیر بن جاتی ہے غبار مشک تر ہو جاتا ہے [4] سائل کو نہ ملنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے اس کا کفیل تھا ہو ہی نہیں دوسرے یہ کہ شرط لگا دی کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تم نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ آپ کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے!

باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

آباد ایک در ہے ترا اور ترے سوا[1]
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے

ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے

جنت نہ دیں نہ دیں تری رؤیت ہو خیر سے[2]
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

سنکی وہ دیکھ باد شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضاؔ ترے دامانِ تر کی ہے

[1] اولیاء کرام کی بارگاہیں حضور ہی کی بارگاہیں ہیں حضور ہی کی نقش برداری ہے [illegible] ہے حتی کہ انبیاء بھی حضور کے ہی طفیل اور عطائے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں [2] ظاہر ایک بکر انسانی کی منت ہے جنت [illegible] گیا یہ رفیق ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جب حضور کی رؤیت خیر سے ہوگی [illegible] جنت نہ دیں [illegible] منافق ہرگز اپنے محبوب [illegible] شہد کی طرح [illegible] شفاعت [illegible] والحمد للہ ۱۲

معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا

در تہنیت شادی اسرا

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلّیٔ ذاتِ بحت کے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا ہے کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزئیں، وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کیو اسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلّک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ کا بھڑکنا
شعاعیں بکے اُڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

بُراق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیِ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سُنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اِک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغِ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اُڑے تو اُڑنے کو اور دم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سُنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سُن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر اُن کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا! ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہُو میں اُبھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے، ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے ہیں
حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے
زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکئے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

نبئ رحمت شفیع امت رضا پہ للّٰہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم　　وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام　　آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

شب لحیہ و شارب ہے رُخ روشن دن　　گیسو و شب قدر و برات مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں　　وَالْفَجْر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْرٍ

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ　　ان سا نہیں انسان وہ انساں ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں　　ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی　　وہ شانۂ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان و دل میں　　سنگ اسود نصیب رکن شامی

کعبے سے اگر تربت شہ فاضل ہے　　کیوں بائیں طرف اس کے لئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا　　سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے　　کیونکر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اٹھا دو رخ روشن سے نقاب　　مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

یاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا　　بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام　　تصویر کا پھر کہیئے اترنا کیسا

بے شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں　　تصویر کھنچے ان کو گوارا ہی نہیں
معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے　　کھینچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا | کہ بر یادِ شہ کوثر بنا سازیم محفلہا
بلا بارید حبِّ شیخ نجدی بر وہابیہ | کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
وہابی گرچہ اخفا میکند بغض نبی لیکن | نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا
توہب گاہ ملک ہند اقامت را نمی شاید | جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا
صلائے مجلسم در گوش آمد ہیں بیا بشنو | جرس مستانہ میگوید کہ بربندید محملہا
مگرداں رو ازیں محفل رہ اربابِ سنت رو | کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
دریں جلوت بیا از راہِ خلوت تا خدا یابی | متیٰ ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا
دلم از نام آے دودِ چراغِ محفلِ مولد | ز تابِ جعدِ مشکینت چہ خوں افتاد در دلہا
غریق بحرِ عشق احمدیم از فرحتِ مولد | کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

رضا مست جامِ عشق ساغر باز میخواہد
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا | صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا | مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا | بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا

اُن کے قصرِ قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا

عرش بھی فردوس بھی اس شاہ والا نور کا
یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
ماہِ سنّت مہرِ طلعت لے لے بدلا نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بینیٔ پُرنور پر رخشاں ہے بُکّہ نور کا
ہے لِوَاءُ الحمد پر اُڑتا پھریرا نور کا

مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینا نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گردِ سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہیبتِ عارض سے تھرّاتا ہے شعلہ نور کا
کفشِ پا پر گر کے بن جاتا ہے گپھا نور کا

شمعِ دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

کیا بنا نامِ خدا اسرا کا دولہا نور کا　　سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا
بزمِ وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا　　ملنے شمعِ طور سے جاتا ہے اِکّا نور کا
وصفِ رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا　　قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا
یہ کتابِ کُن میں آیا طرفہ آیہ نور کا　　غیرِ قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نور کا
دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا　　من رَاٰنی کیسا ؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا
صبح کردی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا　　شام ہی سے تھا شبِ تیرہ کو دھڑکا نور کا
پڑتی ہے نوری بھرن امڈا ہے دریا نور کا　　سر جھکا اے کشتِ کفر آتا ہے اہلا نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا　　تم کو دیکھا ہوگیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا
نسخ ادیاں کرکے خود قبضہ بٹھایا نور کا　　تاجور نے کرلیا کچا علاقہ نور کا
جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا　　نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا　　ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا
دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا　　مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکا نور کا
یاں بھی داغِ سجدۂ طیبہ ہے تمغا نور کا　　اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا
شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس با نور کا　　نورِ حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا
انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا　　چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا　　ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا ۔۔۔ مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا

اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا ۔۔۔ مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھندلکا نور کا

قبرِ انور کہیے یا قصرِ معلّٰے نور کا ۔۔۔ چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا ۔۔۔ تاب ہے؟ بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا ۔۔۔ مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

تابِ مہرِ حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا ۔۔۔ بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

وضعِ واضع میں تری صورت ہے معنی نور کا ۔۔۔ یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا ۔۔۔ اس علاقے سے ہے اُن پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا ۔۔۔ بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

سُرمگیں آنکھیں حریمِ حق کے وہ مشکیں غزال ۔۔۔ ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

تابِ حسنِ گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول ۔۔۔ نو بہاریں لائیں گے گرمی کا جھلکا نور کا

ذرے مہرِ قدس تک تیرے توسط سے گئے ۔۔۔ حدِ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہرِ پابوسِ بُراق ۔۔۔ پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

تابِ سُم سے چوندھیا کر چاند انہیں قدموں پھرا ۔۔۔ ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دیدِ نقشِ سُم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ ۔۔۔ پُتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکسِ سُم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند ۔۔۔ پڑ گیا سیم و زرِ گردوں پہ سکہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں ۔۔۔ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھٰیٰعص ان کا ہے چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

امتنان و سیاہکار یہا
شافعِ حشر و غمگسار یہا

دور از کوئے صاحبِ کوثر
چشم دارد چہ اشکبار یہا

در فراقِ تو یا رسول اللہ!
سینہ دارد چہ بیقرار یہا

ظلمت آبادِ گور روشن شد
داغِ دل راست نور بار یہا

چہ کند نفس پردہ در مولے
چوں توئی گرم پردہ دار یہا

سگِ کوئے نبی و یک نگہے
من و تا حشر جاں نثار یہا

سَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ تَرْضٰی
حق نمودت چہ پاسدار یہا

دارم اے گل بیادِ زلف و رخت
سحر و شام آہ و زار یہا

تازہ لطفِ تو بر رضا ہر دم
مرہمِ کہنہ دل فگار یہا

ترا ذرہ مہِ کامل ہے یا غوث
ترا قطرہ یمِ سائل ہے یا غوث

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث — وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث
قد بے سایہ ظلِ کبریا ہے — تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث
دلِ عشاق و رخِ حسن آئینہ ہیں — اور ان دونوں میں ترا ظل ہے یا غوث
تری شمع دل آرا کی تب و تاب — گُل و بلبل کی آب و گِل ہے یا غوث
ترا مجنوں ترا صحرا ترا نجد — تری لیلیٰ ترا محمل ہے یا غوث
یہ تری چمپئی رنگت حسینی — حَسَن کے چاند صبح دل ہے یا غوث
گلستاں زار تیری پنکھڑی ہے — کلی سو خلد کا حاصل ہے یا غوث
اگال اس کا اُدھار ابرار کا ہو — جسے تیرا اُگالش حاصل ہے یا غوث
اشارہ میں کیا جس نے قمر چاک — تو اس مہ کا مہِ کامل ہے یا غوث
جسے عرشِ دوم کہتے ہیں افلاک — وہ تیری کرسیٔ منزل ہے یا غوث
تو اپنے وقت کا صدیقِ اکبر — غنی و حیدر و عادل ہے یا غوث
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں — وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے — وہ بے مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث
فیوضِ عالمِ امّی سے تجھ پر — عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث
جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں — وہ تیری پہلی ہی منزل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں — وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

نہ کیوں ہو تیری منزل عرشِ ثانی — کہ عرشِ حق تری منزل ہے یا غوث
وہیں سے اُبلے ہیں ساتوں سمندر — جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث
ملائک کے بشر کے جن کے حلقے — تری ضو ماہِ ہر منزل ہے یا غوث
بخارا و عراق و چشت و اجمیر — تری لو شمعِ ہر محفل ہے یا غوث
جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے — تصور جو کرے شاغل ہے یا غوث
جو سر دے کر ترا سودا خریدے — خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا
رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

جو ترا طفل ہے کامل ہے یا غوث — طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث
تصوف تیرے مکتب کا سبق ہے — تصرف پر ترا عامل ہے یا غوث
تری سیر الی اللہ ہی ہے فی اللہ — کہ گھر سے چلتے ہی موصل ہے یا غوث
تو نورِ اول و آخر ہے مولیٰ — تو خیرِ عاجل و آجل ہے یا غوث
ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر — تو شیخِ عالی و سافل ہے یا غوث
کتابِ ہر دل آثارِ تصرف — ترے دفتر ہی سے ناقل ہے یا غوث
فتوح الغیب اگر روشن نہ فرمائے — فتوحات و فصوص آفل ہے یا غوث

ترا منسوب ہے مرفوع اس جا — اضافت رفع کی عامل ہے یا غوث
ترے کامی مشقت سے بری ہیں — کہ بر نزع نصب سے فاعل ہے یا غوث
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث
تری عزت، تری رفعت ترا فضل — بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غوث
ترے جلوے کے آگے منطقہ سے — مہ و خور پر خطِ باطل ہے یا غوث
سیاہی مائل اس کی چاندنی آئی — قمر کا لیوں فلک مائل ہے یا غوث
طلائے مہر ہے ٹکسال باہر — کہ خارج مرکزِ حامل ہے یا غوث
تو برزخ ہے برنگِ نونِ منت — دو جانب متصل واصل ہے یا غوث
نبی سے آخذ اور اُمت پہ فائض — اُدھر قابل اِدھر فاعل ہے یا غوث
نتیجہ حدِ اوسط گر کے دے اور ! — یہاں جب تک کہ تو شامل ہے یا غوث
الاطوبیٰ لکمُ ہے وہ کہ جن کا — شبانہ روز وردِ دل ہے یا غوث
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں — جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث
ہے شرحِ اسم اَلقادِر ترا نام — یہ شرح اس متن کی حامل ہے یا غوث
جبین جبہ فرسائی کا صندل — تری دیوار کی کہگل ہے یا غوث
بجا لایا وہ امرِ سارِعُوا کو — تری جانب جو مستعجل ہے یا غوث
تری قدرت تو فطریات سے ہے — کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے — تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

رضا کے کام اور رُک جائیں حاشا
ترا سائل ہے تو باذل ہے یا غوث

وصلِ سوم تفضیلِ حضور و رغمِ ہر عدو مقہور

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

جو تیری یاد سے ذاہل ہے یا غوث
وہ ذکرِ اللہ سے غافل ہے یا غوث

انا السیّاف سے جاہل ہے یا غوث
جو تیرے فضل پر صائل ہے یا غوث

سخن میں اصفیا تو مغزِ معنی
بدن میں اولیا تو دل ہے یا غوث

اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو تو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں تو تل ہے یا غوث

الوہیت نبوّت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جز نبوّت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوّت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

رہا میدان و شہرستانِ عرفان
ترا رمنا تری محفل ہے یا غوث

یہ چشتی سہروردی نقشبندی
ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث

تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی
ترا میلہ تری محفل ہے یا غوث

انھیں تو قادری بیعت ہے تجدید | وہ ہاں خاطی جو مستبدل ہے یا غوث
قمر پر جیسے خور کا یوں ترا فرض | سب اہلِ نور پر فاضل ہے یا غوث
غلط کردم تو واہب ہے نہ مقرض | تری بخشش ترا نائل ہے یا غوث
کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ | کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل | بحکمِ اولیاء باطل ہے یا غوث
جہاں دشوار ہو وہمِ مساوات | یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یا غوث
ترے خدام کے آگے ہے اک بات | جو اور اقطاب کو مشکل ہے یا غوث
اُسے اِدبار جو مُدبر ہے تجھ سے | وہ ذی اقبال جو مقبل ہے یا غوث
خدا کے در سے ہے مطرود و مخذول | جو تیرا تارک و خاذل ہے یا غوث
ستم کوری وہابی رافضی کی | کہ بندو تک ترا قائل ہے یا غوث
وہ کیا جانے گا فضلِ مرتضیٰ کو | جو تیرے سر کے فضل کا جاہل ہے یا غوث

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اُس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

وصلِ چہارم استعانت از سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طلب کا منھ تو کس قابل ہے یا غوث | مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث
دوہائی یا محی الدین دوہائی | بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

وہ سنگیں بدعتیں وہ تیزیِ کفر
کہ سر پر تیغ، دل پر سِل ہے یا غوث

عزومًا قاتلًا عند القتال
مدد کو آ دمِ بسمل ہے یا غوث

ترے سونے سے سویا بختِ دیں جاگ
جگا چھپنے پہ دن مائل ہے یا غوث

خدارا ناخدا آ دے سہارا
ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث

جلادے دیں جلادے کفر و الحاد
کہ تو مُحیی ہے تو قاتل ہے یا غوث

ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت
نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث

رہی ہاں شامتِ اعمال یہ بھی
جو تو چاہے ابھی زائل ہے یا غوث

غیورا اپنی غیرت کا تصدق
وہی کر جو ترے قابل ہے یا غوث

خدارا مرہمِ خاکِ قدم دے
جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث

نہ دیکھوں شکلِ مشکل تیرے آگے
کوئی مشکل سی یہ مشکل ہے یا غوث

وہ گھیرا رشتۂ شرکِ خفی نے
پھنسا زنار میں یہ دل ہے یا غوث

کئے ترسا گبرِ اقطاب و ابدال
یہ محض اسلام کا سائل ہے یا غوث

تو قوت دے میں تنہا کام بسیار
بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث

حسد سے ان کے سینے پاک کر دے
کہ بدتر دِق سے بھی یہ سِل ہے یا غوث

غذائے دِق یہی خوں استخواں گوشت
یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث

دیا مجھ کو انھیں محروم چھوڑا
مرا کیا جرم حق فاضل ہے یا غوث

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

عطائیں مقتدر غفار کی ہیں
عبث بندوں کے دل میں خلل ہے یا غوث

ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے
یہ منھ ورنہ کسی قابل ہے یا غوث

بھرن والے ترا جھالا تو جھالا
ترا چھینٹا مرا غاسل ہو یا غوث

تمنا مقصود ہے عرض غرض کیا
غرض کا آپ تو کافل ہو یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہو یا غوث

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

شافع روزِ جزا تم پہ کروروں درود!
دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیا تم پہ کروروں درود
آب و گلِ انبیا تم پہ کروروں درود

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

(کلیم) طور پہ جو شمع تھا چاند تھا (روحِ) ساعیر کا!
نیرِ فاراں ہوا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود

غایت و علت سبب بہرِ جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروروں درود

مغز ہو تم اور پوست اور ہیں باہر کے دوست ۔ تم ہو درونِ سرا تم پہ کروڑوں درود

کیا ہیں جو بیحد ہیں لوث تم تو ہو غیث اور غوث ۔ چھینٹے میں ہوگا بھلا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث ۔ تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود

وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج ۔ کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود

لُحْتَ فَلَاحَ الْفَلَاحِ رُحْتَ فَرَاحَ الْمَرَاحِ ۔ عُدْ لِیَعُوْدَ الْھَنَا تم پہ کروڑوں درود

جان و جہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح ۔ نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروڑوں درود

اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ ۔ اے مرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود ۔ تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ ۔ آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بیحد قصور تم ہو عفو و غفور ۔ بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

مہرِ خدا نورِ نور دل ہے سیہ دن ہے دور ۔ شب میں کرو چاندنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر ۔ کھول دو چشمِ حیا تم پہ کروڑوں درود

چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر ۔ دل میں رچا دو ضیا تم پہ کروڑوں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور ۔ لِمْ ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروڑوں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز ۔ ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس ۔ بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود

طارمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش ۔ آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خاص
بندے کر زور رہا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو شفائے مرضِ خلقِ خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط
المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود

بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ
عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروڑوں درود

لو تہِ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روزِ جمع
آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروڑوں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود

گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف
لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود

تم نے برنگِ فلق جیبِ جہاں کر کے شق
نور کا تڑکا کیا تم پہ کروڑوں درود

نوبتِ در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل
خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رسل کے امام
نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو جواد و کریم۔ تم ہو رؤف رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

جائیں نہ جب تک غلام خُلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ظہرِ حق ہو تمہیں مُظہرِ حق ہو تمہیں !
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود

ر دہ نارساں تکیہ گہِ بیکساں
بادشہِ ماورا تم پہ کروروں درود

ے کرم کی بھرن پھولیں نِعَم کے چمن
ایسی چلادو ہوا تم پہ کروروں درود

ف طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

ں کیوں بیکس ہوں ہیں کیوں کہو بیکس ہو تمہیں
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود

ے نکے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

ن نہ دے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں
ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروروں درود

وں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود

ے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو
ایسوں پہ ایسی عطا تم پہ کروروں درود

خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

ے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

و عدو کو تباہ حاسدوں کو رو براہ
اہلِ ولا کا بھلا تم پہ کروروں درود

نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

غضب کے کئے اس پہ ہی سرکار سے
بندوں کو چشمِ رضا تم پہ کروروں درود

عطا کیجئے اس میں ضیا دیجئے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

زحکمت ماہِ تاباں آفریدند | زبوئے تو گلستاں آفریدند
نہ از بہر تو صرف ایماتیانند | کہ خود بہرِ تو ایماں آفریدند
صبار امست از بویت بہر سو | چناں اُگتان خزاں آفریدند
برائے جلوۂ یک گلبنِ ناز | ہزاراں باغ و گلستاں آفریدند
زمہرِ تو مشائے برگرفتند | وزاں مُہرِ سلیماں آفریدند
چو انگشتِ تو شد جولاں گہِ برق | قمر را بہرِ قرباں آفریدند
زلعلِ نوشخندِ جانفزایت | زُلالِ آبِ حیواں آفریدند
نہ غیرِ کبریا جاں آفرینے | نہ خود مثلِ تو جاناں آفریدند
پئے نظارہ محبوبِ لاہُوت | جبینت آئنہ ساں آفریدند
بنا کردند تا قصرِ رسالت | تُرا شمعِ شبستاں آفریدند
زمہر و چرخ بہرِ خوانِ جودت | عجب قرص و نمکداں آفریدند

زحسنت تا بہارِ تازہ گل کرد
رضایت راغزلخواں آفریدند

وظیفہ قادریہ

سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ | فَقُلتُ لِخَمرَتِی نَحوِی تعا
داد عشقم جام وصلِ کبریا | پس بگفتم بادہ ام را سوئیم

الصلائے فضلہ خواران حضور | شاہ برجودست وہ بہادر دور

بخش کردن گرنہ عزم خسروی ست | آخر ایں نوشیدہ خواندن بہر چیست

سَمَحتُ وَہَشَّتُ لِنَجوٰی فِی کُؤُسِ | فَہِمتُ لِسُکرِی بَینَ المَوَالِ

شد دواں در جامہا سویم رواں | والہ سکرم شدم در سروراں

فکر تو از ذکر و فکر اکبر بود | شکر کو چوں حکم خود بر می رود

سوئے مے بزلوئے مے مرداں رواں | بادہ خود نوشیت بپائے سرد واں

فَقُلتُ لِسَائِرِ الاَقطَابِ لُمُّوا | بِحَالِی وَادخُلُوا اَنتُم رِجَالِ

گفتم اے قطباں بعونِ شانِ من | جملہ در آئید تاں مردانِ من

جمع خواندی تا قوی دِلہا شوند | ہم زعونِ حال خود دادی کنند

ورنہ تا بامِ حضورِ تو صعود | حاش للہ تاب و یارائے کہ بود

وَہُمُّوا وَاشرِبُوا اَنتُم جُنُودِی | فَسَاقِی القَومِ بِالوَافِی مَلَالِ

ہمت آرید و خورید اے لشکرم | ساقیم دادہ لبالب از کرم

شکر حق جامِ تو لبریز می ست | ہر لبالب را چشیدن در پے است

تا بما ہم آید اِنثارِ العظیم | آں نصیبِ الارض من کاس الکریم

شَرِبتُم فَضلَتِی مِن بَعدِ سُکرِی | وَلَا نِلتُم عُلُوِّی وَاتِّصَالِ

من شدم سرشار و سورم می چشید | زحمت تا قرب و علوم کے کشید

فضلہ خوراش شہاں و من گدائے | اوئے آنم گو کہ خواہم قطرہ لائے

یلّلے جودِ شہم گفتہ حالئے | مے طلب لا تغنوی اینجا نہ لائے
مقامکم العلی جمعا و لکن | مقلی فوقکم ما زال عالٍ
جائے تاں بالا دلے جایم بود | فوق تاں از روزِ اوّل تا ابد
جات بالا تر ز وہم جا تہا | جا تہا خود ہست بہر پاتہا
پاتہا جبود کر سرہا زیر پات | پات ہم کے چوں فرود آئی زجات



أنا فی حضرة التقریب وحدی | یصرفنی وحسبی ذو الجلال
یکہ در قربِ خدا گرد اندم | حال و کانی آں جلیلِ واحدم
ایکہ می گرداندت آں بک ز خیر | حال ما گرداں ز شرہا سوئے خیر
تاجِ قربش شادماں بر سر بنہ | شیئاً للہ قربِ خود ما را بدہ
أنا البازی اشہب کل شیخ | و من ذا فی الرجال اُعطی مثال
باز اشہب و ماشیخاں چوں حمام | کیست در مرداں کہ چوں من یافت کام
جندا شہبازِ طیرستانِ قدس | اے شکار پنجہ ات مرغانِ قدس

شادماں برقری کوتر بزن | گر نگہ برخستہ چشمے ہم فگن
کسانی خلعةً بطراز عزہ | وتوجنی بتیجان الکمال
خلعتم باخوش نگار عزم داد | بر سرم صد تاج دارائی نہاد
یارب ایں خلعت ہمایوں تا نشور | حلہ پوشا یک نظر برشت عور
تاج را از فرق خود معراج دہ | بر سرم از خاک راہت تاج نہ
و اطلعنی علی سر قدیم | و قلدنی و اعطانی سؤالی
آگہم فرمود بر راز قدیم | عہدہ داد و جملہ کامم آں کریم
عہدہ از تو عہد از تو ناز تو | ما بظل نعمت و ہم ناز تو
بلے درخ درخ زمان خرمی ست | سوئے ما شد شحنہ حال زیں کیست
وولانی علی الاقطاب جمعاً | فحکمی نافذ فی کل حال
والیم کردہ بر اقطاب جہاں | پس بہر حال ست حکم من رواں
اے ثریا تا ثرے امرت امیر | کجروے بے حکم را در حکم گیر
پیش ازاں کافتد سوئے آتش نیاز | نرم نرم از دست لطفت راست ساز
فلو القیت سری فی بحار | لصار الکل غوراً فی الزوال
راز خود گر افگنم اندر بحار | جملہ گم گردد فرو رفتہ بغار
نفس و شیطاں نزع جاں گور و نشور | نامہ خواندن بر سر خنجر عبور
ناخدایا ہفت دریا در رہم | دست گیرا یم زراز تہ کم زنم

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ … لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

رازم ار جلوہ دہم گردد جبال … پارہ پارہ گشتہ پنہاں در رمال

اے ز رازت کوہ کاہ و کاہ کوہ … کاہ بیجاں راست سدِّ راہ کوہ

اطاعتم کاہ است جرمم کوہ زار … کوہ را کاہ و بپرد رکاہِ زار

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ … لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

پرتو رازا فگنم گر بر اثیر … سرد و خامش گردد از رازم سعیر

تیر امن نارِ جرم افروختم … ہم دلِ زارم در دلش موختم

زار من از زور با خود نوش کن … نار من از نور خود خاموش کن

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ … لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

راز خود بر مردہ گرافگنم … زندہ برخیزد باذن ذوالکرم

اے نگاہت زندہ سازِ مردہا … چیست پیشت در دل افسردہا

ایں لبانت جلوہ بارِ شہد کن … قم بغیر ما مردہ ام را زندہ کن

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ … تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

نیست غیرے نیست دہرے را مرور … تا نیاید بردرم پیش از ظہور

اے درِ تو مرجع ہر دہر و شہر … بندگانت را چہ ترس از دستِ دہر

بر سرِ عزم کن از نصرت بخیر … خیر محضا من نہ بیم ز ہیچ ضیر

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَتَجْرِیْ … وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرُ عَنْ جِدَالِیْ

جمله گوید با من از حال و صفت | از جد الم دست کوته بایدت
او حش الله زبید این خنه را جلال | عرض بیگی در او ماه و سال
در جد الش کے کجا یابی امان | خود کنیز او زمیں بنده زمان
مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ | وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِ
بنده ام خوش می سرایی باک دست | هر چه خواهی کن که نسبت برتر است
این سخن را بنده باید بنده گو | بنده کن اے بادشاه بنده جو
شاد و پاکوبان رود جانم ز تن | بر مریدی هم وطب و اشطح وغن
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ | عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ
ربِّ من حق بنده از ترے منال | رحم آمد رسیدم تا منال
اے ترا الله رب محبوب اب | طرفه مربوبی و محبوبی عجب
رب داب پاکت نمود از ریب و عیب | از دلم برکش شها هر عیب و ریب
مَرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ | عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ
بنده ام ترسے مرا از بد سگال | سخت عزم و قاتلم وقت قتال
شکر حق با جدگان شه را سرست | خانه زادیم زباب و ما درست
بنده ات را دشمنان مانند خس | یا عزوما قاتلا فریاد رس
طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ | وَشَاوُوْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا لِیْ
نوبتم در خضری و غبرا زدند | شد نقیب موکبم بخت بلند

یارب ایں خسرو را مبارک دیر باز	تخت و بخت و تاج و باج و ساز و ناز
بادشاہا شکر سلطانی خویش	یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش
بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ	وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ
ملک حق ملکم تہ فرمان من	وقت من شد صاف پیش از جان من
بارک اللہ وسعتِ سلطان تو	شرق تا غرب آنِ تو قربان تو
تیرہ وقتے خیرہ بختے سینہ ریش	بر در آمد دہ زکوٰۃ وقتِ خویش
نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا	کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ
در نگاہم جملہ ملکِ ذوالجلال	دانہ خردل ساں بحکمِ اتصال
دہ کہ تو می بینی ما در گناہ	آہ آہ از کوئے ما آہ آہ
چشم دہ تا زین بلاہا وا رہیم	روئے تو بینم و بر پا جاں دہیم
وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ	عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ
بر ولی را یک قدم دادند و ما	بر قدمہائے نبی بدر العلےٰ
کام جا بنہا تو بگامِ مصطفےٰ	حیف بر خطوات دیو آئیم ما
گام بر گامِ سگے ما را مبیں	دست دہ بر کش سوئے راہِ مبیں
دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا	وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ
درس کردم علم تا قطبے شدم	کرد مولائے موالی اسعدم
اے سعیدِ بو سعیدِ سعدِ دیں	سعد چہ بخت بندہ وائے سعدِ زمیں

نے ہمیں سعدی کہ شاہا سعد کن	سعد کن نا سعد ما را سعد کن
بر جالی نے ھواجرھم صیامٌ	وَفِی ظُلَمِ اللَّیَالِی کَالْلآلِ
در تموزِ روز جیشم روزہ دار	در شبِ تیرہ چو گوہر نور بار
کار مردانت صیام ست و قیام	کام ما در خورد بام و خواب شام
مرد کن یا خاکِ راہت کن شتاب	ایں بہائم را چناں گو کن تراب
اَنَا الحَسَنِیُّ وَالمِخدَعُ مَقَامِی	وَاَقدَامِی عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ
از حسن نسلِ ہمن در مخدع مقام	پائے من بر گردنِ جملہ کرام
سرورا ما ہم براہ افتادہ ایم	پائمالت را سرے بنہادہ ایم
گل براہا یک قدم گل کم بداں	حسبۃً للہ مرو دامن کشاں
اَنَا الجِیلِیُّ مُحیُ الدِّینِ اِسمِی	وَاَعلَامِی عَلٰی رَاسِ الجِبَالِ
مولدم جیلاں و نامم محیِ دیں	رائتم بر قلہائے کوہ بیں
اے ز آیات خدا رایات تو	معجزاتِ مصطفیٰ آیات تو
جلوہ دہ از رایتت ایں جنت	چوں منی محشور زیر رایتت
وَعَبدُ القَادِرِ المَشہُورُ اِسمِی	وَجَدِّی صَاحِبُ العَینِ الکَمَالِ
نام مشہورم است عبد القادرم	عین ہر فضل آں جدِ اکبرم
آنِ جدت چوں نباشد آنِ تو	دارتی اے جان من قربانِ تو
بر رضائے ناقصت افشاں نوال	ایک چشیدن آبے از بحر الکمال

خفتہ دل تا چند ننگِ زیستن | برزرخش از بحرِ فضل آبے بزن
تشنہ کامے پا بدامے کردہ غش | بحر سائل را بگو خود رو برش
رُو برش اور ابرش بیدار ساز | ہوش بخش نوش بخش و جاں نواز
جاں نواز جاں فدائے نامِ تو | کام جاں دہ اے جہاں در کامِ تو

ایں دعا از بندہ آمیں از ملک
پوزش از بغداد اجابت از فلک

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول | خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
گناہ بندہ بخش اے خدائے آل رسول | برائے آل رسول از برائے آل رسول
ہزار دُرج سعادت برآرد از صدفے | بہلئے ہر گہرے بہائے آل رسول
سیہ سپید نہ شد گرد رشید مصرش داد | سیہ سپید کرہ از دعطائے آل رسول
ادارد و اذکرالله معاشٔنہ بینی | من وخدائے من آنست ادائے آل رسول
خبر دہد زتنگ لا الہ الا اللہ | فنائے آل رسول و بقائے آل رسول
ہزار مہر پرد در ہوائے او چو ہبا | بر و نائے کہ درخشد ضیائے آل رسول
نصیب پست نشیناں بلند پست ایں جا | تواضعت در مُرتقائے آل رسول
برآب چرخ بر بیخ بلیں ستانہ او | گرانجاک دبیا بر سمائے آل رسول

قبائے شہ بگلیم سیاہ خود نخرد — سیہ گلیم نباشد گدائے آلِ رسول
دوائے تلخ مخور شہد نوش و مژدہ نیوش — بیا مریض بدار الشفائے آلِ رسول
ہمیں نہ از سر افسر کہ ہم ز سر برخاست — نشست بر کلہ فرقش ہمائے آلِ رسول
بنخوت و طعنہ سختی زند بعارضِ گل — بسنگِ صخرہ وزد گر صبائے آلِ رسول
دہد ز باغ مُنے اغنچہ ہائے زر بگرہ — دمِ سوال حیا و غنائے آلِ رسول
زچرخ دکانِ زرِ شرقی و مغربی آرند — بدرد مِس مُمِس کیمیائے آلِ رسول
جرس بصلصلہ اش آنچہ گفت رابی را — ہماں بسلسلہ آرد درائے آلِ رسول
رسول داں شوی از نامِ او نمی بینی — دو حرف معرفہ در ابتدائے آلِ رسول
بخد منقش نخرد باج و تلج زنگ و فرنگ — سپید بخت سیاہ سرائے آلِ رسول
اگر شب ست و خطر سخت و رہ نمیدانی — ببند چشم و بیا بر قفائے آلِ رسول
نزرہ نہند کلاہِ غرورِ بدعیاں — بجلوہ بد دائے کفش پائے آلِ رسول
نزار جامہ سالوس را کتانی دہ — بتاب نُہ مہ جیبِ قبائے آلِ رسول
مرو بمیکدہ کانجا سیاہ کارانند — بیا بخانقہ نور زائے آلِ رسول
مرو بمجلسِ فسق و فجورِ شیاداں — بیا بانجمن اتقائے آلِ رسول
مرو بدانگہ ایں دروغ بافاں ہیچ — بیا بجلوہ گہِ دلکشائے آلِ رسول
ازاں بانجمن پاک سبز پوشاں رفت — کہ سبز بود دراں بزم جائے آلِ رسول
شکست شیشہ بہجر دیری بشیشہ منو نا — زدل خمیر دو آں جلوہ ہائے آلِ رسول

شہیدِ عشق نمیرد کہ جان بجاناں داد
تو مردی ایکہ جدائی زپائے آلِ رسول

بگو کہ وائے من و وائے مردہ ماندنِ من
منال ہرزہ کہ بیہلت ولائے آلِ رسول

کہ می برو ز مریضانِ تلخ کامِ نیاز
بعہدِ شہد فروش لقائے آلِ رسول

صبا سلام اسیرانِ بستہ بال رسان
بطائران ہوا و فضائے آلِ رسول

خطا مکن وانکہ پردہ نیست دوری نیست
بگوش میخورد اکنوں صدائے آلِ رسول

مکو کہ دیدہ گری و غبار دیدہ بخند
بکار تست کنوں توتیائے آلِ رسول

مپیچ در رغمِ عیارگاں ذنب شعار
اگر ادب نکنند از برائے آلِ رسول

بر آنکہ نکث کند نکث بہر نفس ویست
غنی ست حضرتِ چرخ اعتلائے آلِ رسول

سپاس کن کہ بپاسش سپاس بدنشان
نیاز و ناز ندارد ثنائے آلِ رسول

نہ سگ بشوردہ شیرِ نجاشی کاہد
ز قدرِ بدر و ضیائے ذکائے آلِ رسول

تواضعِ شہِ مسکیں نواز را نازم
کہ ہچو بندہ کند بوس پائے آلِ رسول

منم امیرِ جہانگیر کجنگلہ یعنی
کمینہ بندہ و مسکیں گدائے آلِ رسول

اگر مثال خلافت دہد فقیرے را
عجب مدار ز فیض و سخائے آلِ رسول

مگیر خردہ کہ آں کس نہ اہلِ ایں کارست
کہ داند اہلِ نمودن عطائے آلِ رسول

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا
تبارک اللہ ما و ثنائے آلِ رسول

مرا ز نسبتِ ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے رضائے آلِ رسول

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود
زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود
عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر درود — حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود — مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریادرس — کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود — مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دنیٰ ہو میں گم کن انا — شرحِ متنِ ہویت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی — جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعدِ قلت پہ اکثر درود — عزتِ بعدِ ذلت پہ لاکھوں سلام

ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود — غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب — علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود — مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں — اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت — ظلِ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں — اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما — اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں — اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

رم کی گھٹا گیسوئے مشک سا — لکۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام
لۃ القدر میں مطلع الفجر حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
ت لختِ دل ہر جگر چاک سے — شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
ر و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
ۂ مہر میں موجِ نورِ جلال — اُس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام
کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی — اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ — ظلّہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
باریِ مژگاں پہ برسے درود — سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام
ئ قدرائ مقصدِ ماطغیٰ — نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
ں طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا — اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
ں آنکھوں کی شرم و حیا پر درود — اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
ں کے آگے چراغِ قمر جھلملائے — اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
کے خد کی سہولت پہ بیحد درود — اُن کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
ں سے تاریک دل جگمگانے لگے — اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
ند سے مُنہ پہ تاباں درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
نمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق — اُس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن — سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں

ریش خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل — ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں — اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے — اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں — اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں

اُس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود — اُس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں

اُس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود — اُس کی خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول — اُس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے — اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں

جنکی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں — اُس گلے کی نضارت پہ لاکھوں

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف — ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں

حجرِ اسود کعبۂ جان و دل — یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں

روئے آئینۂ علم پشتِ حضور — پشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں ۔۔۔ ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون ۔۔۔ ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم ۔۔۔ اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں ۔۔۔ انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکلکشائی کے چمکے ہلال ۔۔۔ ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود ۔۔۔ شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں ۔۔۔ غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا ۔۔۔ اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی ۔۔۔ اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور ۔۔۔ زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم ۔۔۔ شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم ۔۔۔ اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ۔۔۔ اس دلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود ۔۔۔ یادگاریِ اُمت پہ لاکھوں سلام

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے ۔۔۔ برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لئے ترکِ پستاں کریں ۔۔۔ دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درود ۔۔۔ بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن ۔۔۔ اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

اٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود ۔۔۔ کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ درود ۔۔۔ کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود ۔۔۔ بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود ۔۔۔ پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود ۔۔۔ اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروروں درود ۔۔۔ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں ۔۔۔ کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک ۔۔۔ اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے ۔۔۔ جلوہ ریزیٔ دعوت پہ لاکھوں سلام
لطفِ بیداریٔ شب پہ بے حد درود ۔۔۔ عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام
خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود ۔۔۔ گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
نرمیٔ خوئے لینت پہ دائم درود ۔۔۔ گرمیٔ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں ۔۔۔ اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی ۔۔۔ آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال ۔۔۔ بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام
شورِ تکبیر سے تھرتھراتی زمیں ۔۔۔ جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام
نعرہائے دلیراں سے بن گونجتے ۔۔۔ غرشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام
وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا ۔۔۔ مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں ۔۔۔ شیرِ غرانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود ۔۔۔ ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

وہ حسن مجتبےٰ سید الاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

دُرِّ دُرجِ نجف مہرِ برجِ شرف
رنگِ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جلوگیانِ بیت الشرف پر درود
پردگیانِ عفت پہ لاکھوں سلام

سیما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

منزلٌ من قصبٍ لا نصبٌ لا صخبٌ
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

بنت صدیق آرامِ جانِ نبی
اُس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سُورۂ نور جن کی گواہ — اُن کی پر تو صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں — اُن سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
شمع تابانِ کاشانۂ اجتہاد — مفتیٔ چار ملت پہ لاکھوں سلام
جاں نثارانِ بدر و اُحد پر درود — حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام
وہ دسوں جن کو جنّت کا مژدہ ملا — اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
خاص اُس سابق سیر قربِ خدا — اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا — عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانیٔ اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین — چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امامِ الہدیٰ — تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہمزبانِ نبی — جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام
زاہدِ مسجد احمدی پر درود — دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام
درِ منثور قرآن کی سلک بہی — زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدے — حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضےٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین — ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا — بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج — چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہ خیبر شکن — پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج   حامیٔ دین و سنت پہ لاکھوں سلام
مومنیں پیش فتح و پس فتح سب   اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر   اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی   اُن سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام
باقی ساقیانِ شرابِ طہور   زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام
اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے   اُن سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود   اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
شافعی مالک احمد امامِ حنیف   چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
کاملانِ طریقت پہ کامل درود   حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام
غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ   جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب ابدال و ارشاد و رشد الرشاد   محیٔ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
مرد خیلِ طریقت پہ بیحد درود   فرد اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء   اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاہ برکات و برکات پیشنیاں   نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام
سید آلِ محمد امام الرشد   گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول   زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال   سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطرِ مجموعۂ آلِ رسول   میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیبِ سجادہ سجادِ نوری نہاد   احمدِ نورِ طینت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب | تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام
تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا | بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن | اہل وِلد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں | شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور | بھیجیں سب اُنکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ قطعہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مکمل سوانح عمری ہے

جو خود اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن
نہ مرا گوش بمدحی نہ مرا ہوش ذمی

منم و کنجِ خمولے کہ نگنجد در وی
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

اے شافعِ تر دامناں اے چارۂ دردِ نہاں
جانِ دل و روحِ رواں یعنی فخرِ عرفاں حال

اے منتِ عرشِ بریں اے سعادتِ علیٰ وجہیں
مہرِ فلک یا ماہِ زمیں فخرِ جہاں زیبِ جناں

اے مرہمِ زخمِ جگر یاقوت لب والا گہر
غیرتِ دہِ شمس و قمر رشکِ گل و جانِ جہاں

اے جانِ من جانانِ من ہم دردِ ہم درمانِ من
دینِ من و ایمانِ من ای امن و امانِ انس و جاں

اے مقتدائے شمعِ ہدیٰ نورِ خدا ظلمت زدا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جلا از این و آں

عیسیٰ کرم زین حرم ماہِ قدم انجم خدم
والا حشم عالی ہمم زیرِ قدم صد لامکاں

آئینہ حیرانِ تو شمس و قمر حیرانِ تو
سیارہا قربانِ تو شمعت فدا پروانہ ساں

گل مست شد از بوئے تو بلبل فدائے روئے تو
سنبل نثارِ موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں

بادِ صبا جویانِ تو باغِ خدا از آنِ تو
بالا بلا گردانِ تو شاخِ چمن سروِ چماں

یعقوب گریانت شدہ ایوب حیرانت شدہ
صالح بھی خوانت شدہ اے یکہ تازِ لامکاں

خضر ست گویاں العطش موسیٰ بیامد غش
یعقوب شد نابینا ئیش دریادت اے جانِ جہاں

در ہجرِ تو سوزاں دلم پارۂ جگر از رنج و غم
صد داغِ سینہ از الم در چشمِ دل دریا رواں

بہرِ خدا مرہم بنہ از کارِ من بکشا گرہ
فریاد رس داد دے بدہ دستے بما افتادگاں

مولیٰ زپا افتادہ ام دارم شہا چشمِ کرم
مہرِ عرب ماہِ عجم رحمے بحالِ بندگاں

شکر بدہ گو یک سخن تلخ است بر من جانِ من
بار نقاب از رخ فگن بہرِ رضائے خستہ جاں

شجرۃٌ طیبۃٌ اصلُها ثابتٌ و فرعُها فی السماء

یا خدا بہرِ جنابِ مصطفےٰ امداد کن ۔ یا رسولَ اللہ از بہرِ خدا امداد کن

یا شفیع المذنبیں یا رحمۃٌ للعٰلمین ۔ یا امان الخائفین یا ملتجےٰ امداد کن

(اے پناہِ مجرمندگاں)

حرزِ من لا حرزلہ یا کنزِ من لا کنزلہ ۔ عزِ من لا عزلہ یا مرتجےٰ امداد کن

اے ثروتِ بے ثروتاں اے قوتِ بے قوتاں ۔ اے پناہِ بیکساں اے غمزدا امداد کن

یا مفیض الجود یا سر الوجود اے تخمِ بود ۔ اے بہارِ ابتدا و انتہا امداد کن

اے مغیث اے غوث اے غیث اے غیاث الغائثین ۔ اے غنی اے مغنی اے صاحب جا امداد کن

نعمتِ بے محنتاں اے منتِ بے منتہےٰ ۔ رحمتِ بے رحمتاں عینِ عطا امداد کن

نیرِ نور الہدیٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ۔ اے رخت آئینۂ ذاتِ خدا امداد کن

اے گدایت جن و انس و حور و غلمان و ملک ۔ اے فدایت عرش و فرش و ارض و سما امداد کن

اے قریشی ہاشمی مطلبی تہامی ابطحی ۔ غزیت اللہ و عذرا و قبا امداد کن

یا طبیب الروح یا طیب الفتوح اے بے قبوح ۔ مظہرِ سبوح پاک از عیبہا امداد کن

اے خطاپاش اے خطاپوش اے عفو کیش اے کریم ۔ اے سراپا رأفتِ ربِ العلےٰ امداد کن

اے سرورِ جانِ غمگیں اے تسلی حزیں ۔ اے غمِ تو ضامنِ شادیٔ ما امداد کن

اے بہیں عطرے ز اعلیٰ جونہ عطائے قدس ۔ اے بہیں درّے ز درجِ اصطفا امداد کن

ایک عالم جملہ داد ندت مگر عیب و قصور ۔ سرورِ بے نقص شاہِ بے خطا امداد کن

بندۂ مولیٰ و مولائے تمامی بندگاں ۔ اے ز عالم بیش و بیش از تو خدا امداد کن

اے علیم اے عالم اے علام اِعلم اے علم ۔ علمِ تو معنی ز عرضِ مدعا امداد کن

اے بدست تو عنان کن مکن کن لاتکن ‌ ‌ ‌ وے بحکمت عرش و ماتحت الثریٰ امداد کن

سید الکلب الہدیٰ جلب الندیٰ سلب الردے ‌ ‌ ‌ غمزدا غمزالردا الحدے امداد کن

سرور الکہف الوریٰ تن را دوا جانرا شفا ‌ ‌ ‌ اے نسیم وامنت عیسٰے القا امداد کن

اے برائے ہر دلِ مغشوش و چشم پُر غبار ‌ ‌ ‌ خاک کویت کیمیا و توتیا امداد کن

جانِ جاں جانِ جہاں جانِ جہاں ریحانِ جاں ‌ ‌ ‌ بلکہ جانہا خاکِ نعلینت شہا امداد کن

مَن علیہا فان آنچہ بر روئے زمیں است ‌ ‌ ‌ در تو فانی در تو گم بر تو فدا امداد کن

کُلّ شیءٍ ہالکٌ الا وجہ اے آنکہ خلق ‌ ‌ ‌ در تو مستہلک تو در ذاتِ خدا امداد کن

سہل کارے باشدت تسہیل ہر مشکل از آنکہ ‌ ‌ ‌ ہرچہ خواہی میکند فوراً ترا امداد کن

دار ہاں از من مرا اے من بسوئے خود خواں مرا ‌ ‌ ‌ مدعا بخشا دلے بے مدعا امداد کن

فغان بجان غمگین بر آستانِ والا تمکین اسد اللہ المرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنے امداد کن

مرتضیٰ شیرِ خدا مرحب کشا خیبر کشا ‌ ‌ ‌ سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

حیدرا اژدر درا ضرغامِ ہائل منظرا ‌ ‌ ‌ شہرِ عرفاں را درا در دشمن دُرا امداد کن

ضیغما غیظ و غما زتیغ دشمن را راغما ‌ ‌ ‌ پہلوانِ حق امیرِ لافتےٰ امداد کن

اے خدا را تیغ و اے امام احمد را سپر ‌ ‌ ‌ یا علی یا بوالحسن یا بوالعلےٰ امداد کن

یا یداللہ یا قوی یا زورِ بازوئے نبی ‌ ‌ ‌ من زپا افتادم اے دستِ خدا امداد کن

اے نگارِ رازدارِ قصرِ اللہ انتجا ‌ ‌ ‌ اے بہارِ لالہ زارِ انتما امداد کن

اے تنت را جامہ پر زر جلوہ بار تجلی | اے سرت را تاج گوہر ہل اتی امداد کن
اے رخت را غازہ تطہیر و اذہاب نجس | اے لبت را مایہ فصل القضا امداد کن
اے بجیات و حریم امین ز نجس و ز بہر | اے ترا فردوس مشتاق لقا امداد کن
اے بحضرت روئے حسرت رو نصرت بجان بسوز | شکر ایں نصرت بیک نظرت مرا امداد کن
یا طلیق الوجہ فی یوم عبوس قمطریر | یا بہیج القلب فی یوم الاسے امداد کن
اے وقاہم ربہم امنت ز شر مستطیر | مجرم مہجورم از کیفر وقا امداد کن
اے تنت د راہ مولیٰ خاک و نت عرش پا | بوتراب اے خاکیان را پیشوا امداد کن
اے شب ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رخت خواب | اے دم خدمت فدائے مصطفیٰ امداد کن
اے عدوئے کفر و نصب و رفض و تفضیل و خروج | اے علوے سنت و دین ہدیٰ امداد کن
شمع بزم و تیغ رزم و کوہ عزم و کان حزم | اے گدا دائے فزول تر از گدا امداد کن

نیر دل تفتگان کرب و بلا بر در حسین

سید الشہدا علی جدہٖ علیہ الصلوٰۃ والثنا

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا | گلرخا شہزادۂ گلگوں قبا امداد کن
اے حسین اے مصطفیٰ را راحت جاں نور عین | راحت جاں نور عینم دہ بیا امداد کن
اے ز حسن خلق بحسن خلق احمد نسخہ | سینہ تا پا شکل محبوب خدا امداد کن
…یان حسن ایمان حسن و ایکان حسن ایشان حسن | اے جمالت لمع شمع من رای امداد کن
…یان زہرا و شہید زہر را ز درد ظہیر | زہرت از ہار تسلیم و رضا امداد کن
…ے بواقع بیکسان دہر را زیبا کے | وے بظاہر بیکس محنت جفا امداد کن

اے گلویت گہ لبانِ مصطفےٰ را بوسہ گاہ ‖ گہ لبِ تیغ لعیں را حسرتا امداد کن

اے تنِ تو کہ سوارِ شہسوارِ عرشِ ناز ‖ گہ چناں پامال خیلِ اشقیا امداد کن

اے دل و جانہا فدائے تشنہ کامیہائے تو ‖ اے لبت شرحِ رضینا بالقضا امداد کن

اے کہ سوزت خانمانِ آبرا آتش زدے ‖ گہ نبودے گریہ ارض و سما امداد کن

اے چہ بحرِ و تفتگی کوثر لبِ ایں تشنگی ‖ خاک بر فرقِ فرات از لب مرا امداد کن

ابرِ گوہر گر بمہار و نہرِ گوہر گر مزنر ‖ خود لبت تسلیم و فیضت جنذا امداد کن

ترزبانی مدح نگار بذکر بقیۂ ائمہ اطہار و دیگر اولیائے کبار تا حضرت غوثیت مدار علیہم رضوان الغفار

بانی اسیاد یا سجاد یا شاہِ جواد ‖ خضرِ ارشادِ آدم آلِ عبا امداد کن

اے بقیدِ ظلم و صد قیدی ز بندِ غم کشا ‖ اے تنہ بیداد و کانِ دادہا امداد کن

باقرا یا عالمِ سادات یا بحر العلوم ‖ از علومِ خود بدفعِ جہلِ ما امداد کن

جعفرِ صادق بحق ناطق بحق واثق توئی ‖ بہرِ حق ما را طریقِ حق نما امداد کن

شانِ علما کانِ علما جانِ سلما السلام ‖ موسیٰ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

اے ترا زیں از عبادت و ز تو زینِ عابداں ‖ بہرِ ایں بے زینت از زین و صفا امداد کن

ضامنِ ضامن رضا بر من نگاہے از رضا ‖ ختم را شاہا نم و گویم رضا امداد کن

یا شہِ معروف ما را رہ سوئے معروف دہ ‖ یا سرے من از سقط در دو سرا امداد کن

یا جنید اے بادشاہِ جندِ عرفاں المدد ‖ شبلیا اے شبلِ شیرِ کبریا امداد کن

شیخ عبد الواحدا راہم سوئے واحد نما ‖ بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کن

بوالحسن ہمکار یا حالم حسن کن بے ریا
اے علی اے شاہِ عالی مرتضےٰ امداد کن

سرورِ مخزومِ سیف اللہ اے خالد لقب
بوسعید اسعد اسعد الورےٰ امداد کن

اے ترا پیرے چو عبدالقادرِ جیلی مرید
بر سگانِ درگہش لطفے نما امداد کن

وہ چہ شیرِ شرزہ راہِ تست ان بخت سعید
دخستِ ضیغم لیث شیرزا امداد کن

بامید منت ابر جانخود بالیدن و زمانِ فراغت
بلخاک مالیدن و بدرگاہ بیکس پناہ غوثیت نالیدن

بیلئے خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقصم و جو شد زِ ہر مویم ندا امداد کن

طرفہ ترسا زے زخم بر لب زدہ مہرِ دو لب
خیزد از ہر تارِ جیبِ من صدا امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے نگش
ورنہ بخشد پیشِ غنچہ گریم غنہا امداد کن

مطلع دوم مشرقِ مہرِ مدحت از افقِ سپہرِ قادریت

آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوٰۃ الجود یا روح المنا امداد کن

یا ولی الاولیا ابن نبی الانبیا
اے کہ پایت بر رقابِ اولیا امداد کن

دست بخشِ حضرتِ حماد زیبِ دستِ خود
از تو دستے خواہد ایں بیدستوپا امداد کن

مجمعِ ہر دو طریق و مرجعِ ہر دو فریق
فاضلان واصلان را مقتدا امداد کن

داغیاں بر بندہ از ہر سو ہجوم آوردہ اَم
یا عزِ دنا قاتلاً عند الوغا امداد کن

بہرِ لا خوف علیہم نجنا مما نخاف
بہرِ لا ہم یحزنون عنہا زدا امداد کن

اے بامصارِ کرم دو قرنِ پیشیں دو حرم — تو بملکِ اولیا چوں ایلیا امداد کن

عزِ نا یا حرزِ نا یا کنزِ نا یا فوزِ نا — لیثِ نا یا غیثِ نا یا غوثِ نا امداد کن

شاہِ دیں عمرِ سنن ماہِ زمین مہرِ زمن — گاہ کیں بہرِ فتن برقِ فنا امداد کن

طیبُ الاخلاق دحق مشتاق و دائم بے فراق — نیرُ الاشراق ولماع السنا امداد کن

مہرباں تر برمن از من از من آگہ تر زمن — چند گویم سید اجود الندیٰ امداد کن

تسلیہ خاطر بذکر عاطر بقیہ اکابر منجاب سحاب برکات ماطر قدس العادر اسرارھم الاطاہر

یا ابن ہٰذا المرتجے یا عبد رزاق الوریٰ — تا کہ باشد رزقِ ما عشق شما امداد کن

یا ابا صالح صلاح دیں و اصلاحِ قلوب — فاسدم گلزار در جوشِ ہوا امداد کن

جانِ نصرِی یا محی الدین فانصر و انتصر — اے علی اے شہریار مرتضےٰ امداد کن

سید موسیٰ کلیمِ طورِ عرفاں المدد — اے حسن اے تاجدارِ مجتبےٰ امداد کن

منتقی جوہر ز جیلاں سید احمد الاماں — بے بہا گوہر بہاؤ الدین بہا امداد کن

بندہ را نمرود نفس انداخت در نارِ ہوا — یا براہیم ابر آتش گل کنا امداد کن

اے محمد اے بھکاری اے گدائے مصطفےٰ — ما گدایانِ درت اے با سخا امداد کن

النجا اے زندۂ جاوید اے قاضی حیا — اے جمالِ اولیا یوسف لقا امداد کن

یا محمد یا علم و اخر ز دستِ غفلتم — اے کہ ہر موئے تو در ذکرِ خدا امداد کن

اے بنامت خیرہ جاں خندہ نباتِ کالپی — احمد انو غیس لبا شیریں ادا امداد کن

شاہ فضل اللہ یا ذو الفضل یا فضل الٰہ — چشم در فضلِ تو بست ایں بینوا امداد کن

سلسلۂ سخن تا شاخ معلائی برکاتی رسیدن و بردہ آقایان خود برسم گدائی علی اللٰہی کشیدن

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطانِ جود
عشقی اے مقتولِ عشق اے خون بہایت عشقِ ذات

بجو داو با خدا آلِ محمد مصطفےٰ
اے حریمِ طیبۂ توحید را کوہِ اُحد

اے سراپا چشم گشتہ در شہودِ عینِ ہو
یا ابوالفضل آلِ احمد حضرتِ اچھے میاں

وحی برجد تولا یا آلِ ابوالفضل آمدہ است
گو نہ ہجرت کردم از اتمِ دعی ازرمِ تقرّب

اے کہ شمسی و کرامتہائے تو مثلِ نجوم
می سرت کردم دمے دیگر ز شرقِ غرقِ تاب

تاجدارِ حضرتِ مارہرہ یا آلِ رسول
اے خرِ والا عمیم آلا عظیم المرتبت

نائل جو داز نمے زاں یم مرا سیراب ساز
اے عجب غیبے ترا شہود از غیبِ شہود

بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن
اے زجاں بگزشتہ جاناں وصلا امداد کن

سیدِ احق واجد ایا مقتدا امداد کن
یا جبل یا حمزہ یا شیرِ خدا امداد کن

زاں سبب کردند نامت عینیا امداد کن
شاہِ شمس الدین ضیاء الاصفیا امداد کن

بندہ بے برگ و تو با فضل و غنا امداد کن
آخر ایں در رانیم مسکیں گدا امداد کن

اے عجب ہم مہر و ہم انجم نما امداد کن
آفتابا در شب داجم بیا امداد کن

اے خدا خواہ وجد از ما جدا امداد کن
اے پئے اِلّا ذبیحِ تیغِ لا امداد کن

نوگلِ جود از نمے جانم فزا امداد کن
دیدہ از خود بستی و دیدی خدا امداد کن

خلاصۂ فکر و عرضِ خاص

بندہ ام وَ الامرُ امرک آنچہ دانی کن بمن
من نمیگویم مرا بگزار یا امداد کن

خانہ زادانِ کریماں گر بشدت میزنید
ایں من و اینک سرم دینے مرا امداد کن

دست من بگرفتی و بر تست پاش بعد ازیں
یا تو دانی یا ہماں دست تو یا امداد کن

گر بدوزخ میروم آخر ہمی گویند خلق
کاں رسولی میرود غیرت برا امداد کن

عار باشد بر شہاں دو اگر ضائع خود
یک رسن در دشت یلحا کالمحمی امداد کن

یا الٰہی ذیلِ ایں شیراں گرفتم بندہ را
از سگانِ شاں شمار و دائما امداد کن

بے وسائل آمدن سوئے تو منظورِ تو نیست
زاں بہر محبوب تو گوید رضا امداد کن

مظہرِ عون ار دِ اینجا مغو حرفی پیش نیست
یعنی اے ربِ نبی و اولیا امداد کن

نیست عون از غیرِ تو بل غیر تو خود ہیچ نیست
یا اللہ الحق الیک المنتہٰے امداد کن

مصطفےٰ خیر الوریٰ ہو

مصطفےٰ خیر الوریٰ ہو   سرورِ ہر دو سرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق   ہم بدوں کو بھی نبا ہو
کس کے پھر ہو کر رہیں ہم   گر تمہیں ہم کو نہ چا ہو
بد ہنسیں تم ان کی خاطر   رات بھر رو و کرا ہو
بد کریں ہر دم برائی   تم کہو ان کا بھلا ہو
ہم وہی ناشستہ رُخ میں   تم وہی بحرِ عطا ہو
ہم وہی شایانِ رد ہیں   تم وہی شانِ سخا ہو
ہم وہی بے شرم بد ہیں   تم وہی کانِ حیا ہو
ہم وہی ننگِ جفا ہیں   تم وہی جانِ وفا ہو
ہم وہی قابل سزا کے   تم وہی رحمِ خدا ہو
چرخ بدلے دھر بدلے   تم بدلنے سے ورا ہو
اب ہمیں ہوں سہو حاشا   ایسی بھولوں سے جدا ہو
عمر بھر تو یاد رکھا   وقت پر کیا بھولنا ہو
وقتِ پیدائش نہ بھولے   کیفَ یَنسیٰ کیوں قضا ہو
یہ بھی مولیٰ عرض کر دوں   بھول اگر جاؤ تو کیا ہو
وہ ہو جو تم پر گراں ہے   وہ نہ ہو جو ہر گز نہ چاہو

وہ ہو جس کا نام لیتے — دشمنوں کا دل بُرا ہو
وہ ہو جس کے رد کی خاطر — رات دن وقفِ دعا ہو
مرمٹیں برباد بندے — خانۂ آباد آگ کا ہو
شاد ہو ابلیس ملعون — غم کسے اس قہر کا ہو
تم کو ہو واللہ تم کو — جان و دل تم پر فدا ہو
تم کو غم سے حق بچائے — غم عدو کو جانگزا ہو
تم سے غم کو کیا تعلق — بیکسوں کے غمزدا ہو
حق درودیں تم پہ بھیجے — تم مدام اس کو سراہو
وہ عطا دے تم عطا لو — وہ وہی چاہے جو چاہو
بر تو او پاشد تو برما — تا ابد یہ سلسلہ ہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکلکشا ہو

ملکِ خاصِ کبریا ہو
مالکِ ہر ما سوا ہو

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقلِ عالم سے ورا ہو

کنزِ مکتوم ازل میں
دُرِ مکنونِ خدا ہو

سب سے اول سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو

تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مقصودِ ہدیٰ ہو

پاک کرتے کو وضو تھے
تم نمازِ جانفزا ہو

سب بشارت کی اذاں تھے
تم اذاں کا مدعا ہو

سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مؤخر مبتدا ہو

قربِ حق کی منزلیں تھے
تم سفر کا منتہیٰ ہو

قبل ذکر اضمار کیا جب
رتبہ سابق آپ کا ہو

طورِ موسیٰ چرخِ عیسیٰ
کیا مساوی دنیٰ ہو

سب جہت کے دائرے میں
شش جہت سے تم ورا ہو

سب مکاں تم لامکاں میں
تن میں تم جانِ صفا ہو

سب تمہارے در کے رستے
ایک تم راہِ خدا ہو

سب تمہارے آگے شافع
تم حضورِ کبریا ہو

سب کی ہے تم تک رسائی
بارگہ تک تم رسا ہو

وہ کلس روضے کا چمکا
سر جھکاؤ کج کلا ہو

وہ درِ دولت پہ آئے
جھولیاں پھیلاؤ شاہو

در منقبت حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

السّلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ
حمزہ سردارِ شہیداں عمّ اکبر آمدہ

جعفرے کو می پرد صبح و مسا با قدسیاں
بانو ہم مسّن بہ بطنِ پاکِ مادر آمدہ

بنت احمد رد لقٰ کاشانہ د بانوے تو
گوشت و خون تو بلحمش شیر و شکر آمدہ

ہر دو ریحانِ نبی گلہائے تو زاں گل زمیں
بہرہ گل چینت زمین باغ برتر آمدہ

می چمیدی گلبنا در باغِ اسلام و ہنوز
غنچہاات تشگفتت نے نخل دگر بر آمدہ

نرم نرم از بزمِ دامن چیدہ رفتہ باد تند
یا علی چوں بر زبان شمع مضطر آمدہ

ماہِ تاباں گو متاب و مہر رخشاں گو مرخش
با خبر تا خاور ایمت نور گستر آمدہ

حل مشکل کن بروئے من درِ رحمت کشا
اے بنامِ تو مسلّم فتح خیبر آمدہ

مرحبا اے قاتل مرحب امیر الاشجعیں
در ظلالِ ذو الفقارت شور محشر آمدہ

سینہ ام را مشرقستان کن بنورِ معرفت
اے کہ نام سایہ ات خورشید خاور آمدہ

کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت نجم شام
گو بنور صحبت ادہم صبح النور آمدہ

ناصبی را بغض تو سوئے جہنم رہ نمود
رافضی از حبّ کاذب در سقر در آمدہ

من زتو میخواہم اے خورشید حق آں مہرِ تو
کز ضیائش عالمِ ایماں منوّر آمدہ

بہر استر چادرِ مہتاب دایں زدیم بند
تا پذیرائے گلیم بخت قنبر آمدہ

تشنہ کام خود رضائے خستہ را ہم جرعۂ
شکر آں نعمت کہ نامت شاہِ کوثر آمدہ

در منقبت حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اے بدورِ خود امامِ اہلِ ایقاں آمدہ | جانِ انس و جانِ جانِ جانِ جاناں آمدہ

قامتِ تو سروِ نازِ جوئبارِ معرفت | روئے تو خورشیدِ عالمتابِ ایماں آمدہ

موئے زلفِ عنبرینت قوتِ روحِ بدیٰ | رنگِ رویت غازۂ دینِ مسلماں آمدہ

زنگ از دلہا زداید خاکبوسی درت | تابناک از جلوات مرآتِ احساں آمدہ

صد لطائف میکشاید یک نگاہِ لطفِ تو | دستِ فیضانت کلیدِ بابِ عرفاں آمدہ

امت آلِ احمد و احمد شفیع المذنبیں | زاں دلِ امدست گہ پیشِ تو نالاں آمدہ

پُر صدا شد باغِ قدس از نغمہائے وصفِ تو | تا بہارِ جنت از گلزارِ جیلاں آمدہ

چوں گلِ آلِ محمد رنگِ ثمرہ برفروخت | بوئے آلِ احمد اندر باغِ عرفاں آمدہ

گلبنِ نو رستہ ات اے سبزۂ چرخِ کہن | فرشِ پا انداز بزمِ رفعتِ شاں آمدہ

تا کشیدم نالۂ یا آلِ احمد الغیاث | بے سروساماں نسیم از طرف ساماں آمدہ

در پناہِ سایۂ دامانت اے ابرِ کرم | گردئے غم کشتۂ باسوزِ ہجراں آمدہ

دلفگارے آبلہ پائے بشہرِ جودِ تو | از بیابانِ بلا افتاد و خیزاں آمدہ

تازہ فریادے برآورد اے مسیحا بردرت | کہنہ رنجورے کہ از غم بر لبش جاں آمدہ

زہر نوشِ جامِ غم در حسرتِ نیمہ شفا | زانگبینِ رحمتت یکجرعہ جویاں آمدہ

بہر آں رنگیں ادا گلبرگِ چمن آلِ رسول | برکش اندل خار آلاے کہ دستاں آمدہ

احمدِ نوری دریں ظلماتِ رنج و تفتگی | رہنمائم ہوئے تو تا آبِ حیواں آمدہ

اے زلالِ چشمۂ کوثر لبِ سیرابِ تو
بر درِ پاکت رضا با جانِ سوزاں آمدہ

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

فرشتے خدم رسولِ حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لئے

اصالتِ کل امامتِ کل سیادتِ کل امارتِ کل
حکومتِ کل ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لئے

وہ کنزِ نہاں یہ نورِ فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکاں
یہ برتن و جاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

ظہورِ نہاں قیام جہاں رکوعِ مہاں سجودِ شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس لئے ہاں تمہارے لئے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

یہ فیض دیئے وہ جود کئے کہ نام لئے زمانہ جئے
جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

سحاب کرم روانہ کئے کہ آب نعم زمانہ پئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لئے

ثنا کا نشاں وہ نور فشاں کہ مہر و شاں بآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں مواکب شاں یہ نام و نشاں تمہارے لئے

عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برب جہاں تمہارے لئے

ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروب زدا پئے دل و جاں تمہارے لئے

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لئے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے

[کما]لِ مہاں جلالِ شہاں جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
[سرو]رِ سارے جہاں میں روزِ فکاں ظلِ آئینہ ساں تمہارے لئے

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرشِ عُلا بھی دُور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعتِ شاں تمہارے لئے

[خ]لیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
[ی]ہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

بفورِ صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لئے

[ی]ہ رحمتیں کہ کچی متیں کہ مجھ سے مستیں کہ لبی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لئے

فنا بدرت بقا بیرت زہر دو جہت بگرد سرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

نظر کہ چمن ہے وہ بہار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اُس کے گُل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے

نہ دلِ بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اُس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اُس پہ تپاں نہ ہو نہ وہ سینہ جس کو قرار ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوششِ حسن سے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

یہ سمن یہ سوسن و یاسمن یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو لالہ بھرا چمن وہی ایک جلوہ ہزار ہے

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زباں چہک لبِ جو چھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصلِ عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بُن سے ہی بار ہے

یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روا نہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

بہ ادب جھکا لو سرِ وِلا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گلِ تر محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) چمن اُن کا پاک دیار ہے

وہی آنکھ اُن کا جو منھ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو اُن کے لئے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہو

یہ کسی کا حُسن ہی جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل جگر
نہیں چاک جیبِ گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

وہی نذرِ شہ میں زرِ نکو جو ہو ان کے عشق میں زرد رو
گلِ خلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

جسے تیری صفِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اُگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

وہ اُٹھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلیاں
دل و جاں کو بخشیں تسلیاں ترا نور بارِ دو حار ہے

رُسل و ملک پہ دُرود ہو وہی جانے اُن کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیعِ روزِ شمار ہے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی اُدھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

وہ تری تجلی کو دل نشیں کہ جھلک رہے ہیں فلک زمیں
ترے صدقے میرے مہِ مبیں مری رات کیوں ابھی تار ہے

مری ظلمتیں ہیں ستم مگر ترا مہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے ادھر شبِ داج ابھی تو نہار ہے

گنہِ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عَفُوّ ترے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

ترے دینِ پاک کی وہ ضیا کہ چمک اٹھی رہِ اصطفا
جو نہ مانے آپ سفر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

کوئی جان بسکے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں یکرنگی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہیدِ لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیحِ تیغِ خیار ہے

یہ ہے دیں کی تقویت اُس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

جمالِ مُصطفائیؐ

ایمان ہے قالِ مصطفائیؐ — قرآن ہے حالِ مصطفائیؐ
اللہ کی سلطنت کا دولہا — نقشِ تمثالِ مصطفائی
کُل سے بالا رُسل سے اعلےٰ — اجلال و جلالِ مصطفائیؐ
ادبار سے تو مجھے بچالے — پیارے اقبالِ مصطفائی
مُرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق — مشتاقِ وصالِ مصطفائیؐ
خواہانِ وصالِ کبریا ہے — جویانِ جمالِ مصطفائی
محبوب و محب کی مِلک ہے ایک — کونین ہیں مالِ مصطفائیؐ
اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے — دامانِ خیالِ مصطفائیؐ
ہیں تیرے سپرد سب اُمیدیں — اے جود و نوالِ مُصطفائیؐ
روشن کر قبر بیکسوں کی — اے شمع جمالِ مصطفائیؐ
اندھیر ہے بے ترے مرا گھر — اے شمع جمالِ مصطفائیؐ
مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے — اے شمع جمالِ مصطفائی
آنکھوں سے سما کے دل میں آجا — اے شمع جمالِ مصطفائی
میری شبِ تار دن بنا دے — اے شمع جمالِ مصطفائیؐ
چمکا دے نصیب بدنصیباں — اے شمع جمالِ مصطفائیؐ
قزاق ہیں سر پہ راہ گم ہے — اے شمع جمالِ مصطفائیؐ
چھایا آنکھوں تلے اندھیرا — اے شمع جمالِ مصطفائی

دل صرد ہے اپنی لو لگا دے | اے شمع جمالِ مصطفائی
گھنگور گھٹائیں غم کی چھائیں | اے شمع جمالِ مصطفائی
بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا | اے شمع جمالِ مصطفائی
فریاد دباتی ہے سیاہی | اے شمع جمالِ مصطفائی
میرے دلِ مردہ کو جلا دے | اے شمع جمالِ مصطفائی
آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں | اے شمع جمالِ مصطفائی
دکھ میں ہیں اندھیری رات والے | اے شمع جمالِ مصطفائی
تاریک ہے رات غمزدوں کی | اے شمع جمالِ مصطفائی
ہو دونوں جہاں میں منہ اجالا | اے شمع جمالِ مصطفائی
تاریکیٔ گور سے بچانا | اے شمع جمالِ مصطفائی
پُر نور ہے تجھ سے بزمِ عالم | اے شمع جمالِ مصطفائی
ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر | اے شمع جمالِ مصطفائی
للہ ادھر بھی کوئی پھیرا | اے شمع جمالِ مصطفائی

تقدیر چمک اٹھے رضا کی
اے شمع جمالِ مصطفائی

چار سُو شہرے ہیں ان چاروں کے

ذرّے جھڑ کر تری پیزاروں کے | تاجِ سر بنتے ہیں سیّاروں کے
ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم | خلعتِ زر بنیں پُشتاروں کے
میرے آقا کا وہ در ہے جس پر | ماتھے گھِس جاتے ہیں سرداروں کے
میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں | طعن بے طور ہیں بیماروں کے
مجرمو چشمِ تبسّم رکھو | پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے
تیرے ابرو کے تصدّق پیارے | بند کُرّے ہیں گرفتاروں کے
جان و دل تیرے قدم پر وارے | کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے
صدق و عدل کرم و ہمت میں | چار سُو شہرے ہیں ان چاروں کے
بہرِ تسلیم علے میداں میں | سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

پھر تجھ کو کیا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو
نام پاک اُن کا جپا پھر تجھ کو کیا

بیخودی میں سجدہ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

اُن کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا

اُن کے نام پاک پر دل جان مال
نجدیا سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

یٰعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب
تو نہ اُن کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

لَایعودون آگے ہوگا بھی نہیں
تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا

دشت گرد و پیش طیبہ کا ادب
مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد المصطفےٰ پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

تجھے حمد ہے خدایا

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا — ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا — تجھے حمد ہے خدایا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا — تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا — کوئی تم سا کون آیا
وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم — ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا — وہی سب سے افضل آیا
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے — سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا — تجھے یک نے یک بنایا
فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تجھ کو منصب — جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا — کرو قسمت عطایا
والی اللہ فارغب کرو عرض سب کے مطلب — کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا — بنو شافع خطایا
ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو — مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا — نہ کوئی گیا نہ آیا
ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل — در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا — یہ نہ پوچھ کیسا پایا
کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے — کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا — نہ کسی نے کچھ بتایا
کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے — کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا — تو قدم میں عرش آیا
کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش — کبھی وہ ہجوم نالش کوئی جانے ابر چھایا — بڑی جوش شور لایا
کبھی وہ چہک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل — کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا — گل قدس لہلہایا
کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگ نو کا خواہاں — وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا — کہے روح ہاں جیایا
کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد گہ تپاں ہے — کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم رکایا — رخ کام جاں دکھایا
یہ تصورات باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل — تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا — میں انہیں شفیع لایا

بکار خویش حیرانم اغثنی یا رسول الله — پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول الله
ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے — توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول الله
شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن — مریض درد عصیانم اغثنی یا رسول الله
ز رفتم راہ بینایاں فتادم در چہ عصیاں — بیا اے حبل رحمانم اغثنی یا رسول الله

گنہ بر سر بلا بارد دم درد ہجو دارد — نہ داند جز تو درمانم اغثنی یا رسول الله
اگر رانی دگر خوانی غلامم اَنتَ سُلطانی — دگر چیزے نمیدانم اغثنی یا رسول الله
بکیف رحمتم پرور ز قطمیرم منم کمتر — سگ درگاہ سلطانم اغثنی یا رسول الله
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد — مدد اے آب حیوانم اغثنی یا رسول الله
چو جرم نخل جاں سوزد بہارم را خزاں سوزد — نہ ریزد برگ ایمانم اغثنی یا رسول الله
چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد — بجویم از تو درمانم اغثنی یا رسول الله
پدر در الفرار آید پسر را وحشت افزاید — تو گیری زیر دامانم اغثنی یا رسول الله
عزیزاں گشتہ دور از من ہمہ یاراں نفور از من — دریں وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول الله
گدائے آمدہ سلطاں بامید کرم نالاں — تہی داماں مگردانم اغثنی یا رسول الله
اگر میرانیم از در بجز کس بنما درے دیگر — کجا نالم کرا خوانم اغثنی یا رسول الله
گرفتارم رہائی دہ مسیحا مومیائی دہ — شکستم رنگ سامانم اغثنی یا رسول الله

رضایت سائل بے پر توئی سلطان لا تنہر
شہا بہرے ازیں خوانم اغثنی یا رسول الله

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لیکے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لیکے چلے

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

گئے زیارتِ در کی۔ صد آہ واپس آئے
نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لیکے چلے

مدینہ جانِ جناں و جہاں ہے وہ سُن لیں
جنہیں جنونِ جناں سوئے زاغ لے کے چلے

ترے سحابِ سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
بلیغ بہرِ بلاغت بلاغ لے کے چلے

حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے

تمہارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل
محال ہے کہ مجالِ مساغ لے کے چلے

گلہ نہیں ہے مریدِ رشیدِ شیطاں سے
کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدوس
ہٹے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

خبیث بہرِ خبیثہ خبیثہ بہرِ خبیث
کہ ساتھ جنس کو باز و کلاغ لے کے چلے

جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
کلاغ لے کے چلے یا الاغ لے کے چلے

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

غزل قطعہ بند

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

رُوح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پُر نور بھی رُوحانی ہے

اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھدیں وہ بھی
رُوح ہے پاک ہے نُورانی ہے

اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حیِ ابدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے



معظّم نظم

۱۳۰۹ھ

حمد

حمداً یا مستحق عبدالقادر | یا ذالافضال | یا منعم یا مجمل عبدالقادر | انت المتعال
مولائے یا منت یا بجود عطیہ | من دون تحمل | اکمی لبعب سائل عبدالقادر | عبد بلا ماٰل

صلوٰۃ

بار دز خدا بر جد عبدالقادر | محمود خدا حامد عبدالقادر
باران درود کے چکیدہ زرش | بارد بسر سید عبدالقادر

تمہید

یارب کہ دہد سنائے عبدالقادر — بر حرف کند ثنائے عبدالقادر
ہمزہ بر ولیف الف آید یعنی — خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

ردیف الالف

یا من بسناہ جاہ عبدالقادر — یا من لثناہ یاء عبدالقادر
اذ انت جعلتہ کما کنت تشاء — فاجعلنی کیف شاء عبدالقادر

رباعی

ربی اَربی الرجاء عبدالقادر | اذعودَ نا العطاء عبدالقادر
الدار دسیعة وذو الدار کریم | لوزنا حیث بار عبدالقادر

ردیف الباء

درحشر گہ جناب عبدالقادر | چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر
از قادریاں مجو بجز اکاہ حساب | مدے شمرار حساب عبدالقادر

رباعی

اللہ اللہ رب عبدالقادر | دار دو اللہ حُبّ عبدالقادر
از وصف خدائے تو نصیبت دائم | طوبےٰ لکَ اے محب عبدالقادر

ردیف التاء

اے عاجز تو قدرت عبدالقادر | محتاج درت دولت عبدالقادر
از حرمت ایں قدرت و دولت بخشائے | بر عاجز بر حاجت عبدالقادر

رباعی

تنزیل مکمل ست عبدالقادر | تکمیل منزل ست عبدالقادر
کس نیست جز او درد و کنار این سر | خود ختم و خود اول ست عبدالقادر

رباعی

ثُمّ لا تعلمو ست عبدالقادر | مستور ستو ثُمّو ست عبدالقادر
ہیچو میگویس انچہ دانی کہ دیدہ ست | از جنس و گفتن او ست عبدالقادر

رباعی مستزاد

وی گفت علم کہ علم است عبدالقادر گفتم احسنت
جان گفت کہ دین علم است عبدالقادر گفتم [illegible]

دین گفت حیات من از من گم ایں عجب صفات
از ذات بگو کہ آن است عبدالقادر گم [illegible]

رباعی

حق ہمہ صفات عبدالقادر محکم معلوم
در ہمہ علوم کمالات عبدالقادر [illegible]

بجز آنکہ بجستہ قطرۂ زبید نام اکبر احمد
تا قوم بحر ذات عبدالقادر قدرت معلوم

ردیف الثاء

دیں را اصل حدیث عبدالقادر
اہل دیں را مغیث عبدالقادر

او ما ینطق عن الہوی ایں شرحش
قرآن احمد حدیث عبدالقادر

ردیف الجیم

ای رفعت بخش تاج عبدالقادر
پر نور کن سراج عبدالقادر

آں تاج و سراج باز بر کن یارب
بستاں ز شہاں خراج عبدالقادر

ردیف الحاء

پاک ست زباک طرح عبدالقادر
وجہی ست بری ز جرح عبدالقادر

جز حق کہ تواند ز کلک قدرت
احمد متن ست و شرح عبدالقادر

[illegible] حدیث [illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

[illegible] ۱۲

رباعی

اے عام کن صلاح عبدالقادر انعام کن فلاح عبدالقادر
من سر تا با جناح گشتم فریاد اے سر تا پا مجاح عبدالقادر

ردیف الخاء

اے ظل الٰہ شیخ عبدالقادر اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائیم و تو ذو التاج کرم شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

رباعی

ماہِ عربی اے رخ عبدالقادر نورے زربی اے رخِ عبدالقادر
امروز زدی دِی زمی خوبتری بدرے عجمی اے رخِ عبدالقادر

ردیف الدال

دین زاد کہ زاد زاد عبدالقادر دل داد کہ داد داد عبدالقادر
این جان چہ کنم نذر سگش باد و مرا جان باد کہ باد باد عبدالقادر

ردیف الذال

سلطانِ جہان معاذ عبدالقادر تن ملجاء و جان ملاذ عبدالقادر
صحن آرد امانی و امان بار دبام آنرا کہ دہد عیاذ عبدالقادر

ردیف الراء

پُر آب بود کوثرِ عبدالقادر خوش تاب بود گوہرِ عبدالقادر
در ظلمت و ظماء آب و تاب دائم اے حشر بیا بر درِ عبدالقادر

رباعی

یارب نیم از در خور عبد القادر — دل دادہ مراں از درِ عبد القادر

ایں ننگ مریدے از نر غتہ براد — رفتن مدہ ا ر خاطرِ عبد القادر

اے دافع ظلم افسرِ عبد القادر — اے دفع ظلم خنجرِ عبد القادر

دور از تو جہاں بمرگ نزدیک بیا — بر کش زدوان کشورِ عبد القادر

حس کن انوار بدر عبد القادر — لبس کن زاسرار صدر عبد القادر

خود قدرتِ قدر نا مقدر ز قدر — جوئی مقدار قدر عبد القادر

ردیف الزاء

اے فضل تو برگ و ساز عبد القادر — فیض تو چمن طراز عبد القادر

آں کن کہ رسد قمری بے بال و پرے — در سایۂ سروِ ناز عبد القادر

ردیف السین

در داز در مجلس عبد القادر — دو رست سگ بیکسِ عبد القادر

حال ایں دہوس آنکہ چو میرم برگر — سر در قدم اقدسِ عبد القادر

رباعی مستزاد

گفتم تاج روس عبد القادر ، سر خم کردیم بجانا ارج لغزش عبد القادر ، بر محمد بالید

زد بازهم [illegible] زد رفت فتح بزبان بار ہر عبد القادر شاد [illegible]

ردیف الشین

بالاست بلند فرش عبد القادر — بر قدر بلند عرش عبد القادر

آں بدرِ عرش بدر مہ پارہ عرش — تابندہ بیں بفرش عبد القادر

رباعیات

گسترده بعرش فرش عبدالقادر آورده بفرش عرش عبدالقادر
ایں گرد کہ گرد کرد شاہے کہ فزد بالا ز فرود عرش عبدالقادر
عرش شرف ست فرشِ عبدالقادر فرش فرع ست عرش عبدالقادر
یعنی تا سر بپلے فرشِ نمود سرہا شدہ فرش عرش عبدالقادر

ردیف الصاد

فن گرچہ نہ شد بر نصِ عبدالقادر جاں دارد مُہر از فصِ عبدالقادر
گر نا قصم ایں نسبتِ کامل چہ خوش است کاں بندہ رضا ناقصِ عبدالقادر

رباعی

بالکسر منم مخلصِ عبدالقادر سر بہ قدم خلیصِ عبدالقادر
بر کسر چو رحم آرد فتحش چہ عجب بالفتح شوم مخلصِ عبدالقادر

ردیف الضاد

تمکینِ گلے از ریاض عبدالقادر تا دین نمے از حیاض عبدالقادر
نورِ دلِ عارفاں کہ شب صبح نمابت سطرے بود از بیاض عبدالقادر

ردیف الطاء

اینجا وجہ نشاطِ عبدالقادر آنجا شمع صراطِ عبدالقادر
بکشادہ در و دادہ باد بنہادہ بجو دروازہ صلا سماطِ عبدالقادر

ردیف الظاء

خوبان چو گل بو عظِ عبدالقادر   اعیانِ رُسل بو عظِ عبدالقادر
پروانۂ صفت جمع کہ محو جلوہ تماشاست   شمع جزو کل بو عظِ عبدالقادر

ردیف العین

خود راتبه خور ز شمع عبدالقادر مه   آز قه برزند شمع عبدالقادر
ای شمع و سرور خیست از شمع ز جمعیت   دو دلست مگر ز شمع عبدالقادر

رباعی

ای شمع ز شمع عبدالقادر   مهری بنگر ز شمع عبدالقادر
کاریکه ز نور بر نیم مه دیدند همین   دیدیم نظر ز شمع عبدالقادر

رباعی

بر وحدت ابداع عبدالقادر   یک شاهد وو وسایع عبدالقادر
انجام همه آغاز ز رسالت باشد   اینک گوهم تابع عبدالقادر

رباعی مستزاد

واحد جسم رابع عبدالقادر   در دامن دل   زانکه جوم سابع عبدالقادر هم کامل
یعنی جای هفت وادتا ... پیدا   توحید سرا   یک یک ... عبدالقادر ...

ردیف الغین

ے ے نور چراغ عبدالقادر   مے نے نورے نهالِ باغ عبدالقادر
هم آب بهشت وهم مایۂ خلد   یارب چه خوش ست ایاغ عبدالقادر

ردیف الفاء

لطفاً عطوف عبدالقادر رأفاً رأفا رؤف عبدالقادر
ای آنکه بدست تست تصرف امور اصرف عنا الصروف عبدالقادر

ردیف القاف

آخر نیم ای مالک عبدالقادر مملوک و مکین مالک عبدالقادر
مپسند که گویند بایں نسبت و بند کان بندہ فلاں مالک عبدالقادر

ردیف اللام

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر ناید بخلف بدیل عبدالقادر
بخشش گر از اہل قرب جی گوئی عبدالقادر مثیل عبدالقادر

رُباعی

خرسند و توئی کفیل عبدالقادر جا هست به فرد جلیل عبدالقادر
دردا در دار عدل آمد مجرم زود آ زود آ وکیل عبدالقادر

ردیف المیم

یارب بجمال نام عبدالقادر یارب بنوال عام عبدالقادر
بنگر بقصور نقص ما قادریاں بنگر بکمال تام عبدالقادر

رباعی

ہر صبح رہست مرام عبدالقادر ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگز رز سپید وسیہ قادریاں از حرمت صبح و شام عبدالقادر
عبدالقادر کریم عبدالقادر عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت رب و رحمت عالم اب رحمت رحمت رحیم عبدالقادر
در جود سمر اے یم عبدالقادر صد بحر براے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد یک موج دگر اے یم عبدالقادر
صدیق صفت حلیم عبدالقادر فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر در رنگ علی علیم عبدالقادر

ردیف النون

دستے زدم اے ضامن عبدالقادر در دامن جاں بامن عبدالقادر
یارب چو خود ایں دامن گسترده است گسترده ہمیں دامن عبدالقادر

رباعی

یارب قرصے ز خوان عبدالقادر داریم حقے بستان عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزان اویم رحمے بر عاجزان عبدالقادر

رباعی

جو دست ہارت شان عبدالقادر بود ست و بود از آن عبدالقادر
جنتے بکراد ہند دمنت نہ نہند دہ سنت خاندان عبدالقادر

ردلیف الواو

خوباں خو بندۂ چو عبد القادر شیریناں قند نے چو عبد القادر
محبوباں بکد گر بہ افزائش حسن چند وصد خندۂ چو عبد القادر

رباعی

خواہی کا ہی علوّ عبد القادر نامی سامی سموّ عبد القادر
ہشدار کہ باخدائے خودمی جنگی مُت غیظاً اے عدوّ عبد القادر

رباعی

مہ فرش کتاں درِ دو عبد القادر خورشیدہ ساں درجو عبد القادر
آشفتہ مہ دشیفتہ میگردد مہر در جلوہ ماہِ نو عبد القادر

ردلیف الہاء

مملوک اے آکہ عبد القادر اے مالک و بادشاہ عبد القادر
اے خاک براہِ تو سر جملہ سراں کن خاک مرا براہِ عبد القادر

رباعی

بیجان و بجانم شہِ عبد القادر کس جز تو ندانم شہِ عبد القادر
بد بودم و بد کردم و بہ نیکی تو نیک ست گمانم شہِ عبد القادر

رباعی

بہر سر ہو تجلیہ عبدالقادر ہم تجلیہ را تحلیہ عبدالقادر
بر متن متین احدیت احمد شرح ست و بر آں تنبیہ عبدالقادر

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ صفتے عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

رباعی

خور نور ستد از رہ عبدالقادر ہم اذن طلوع از شہ عبدالقادر
ماہ است گدائے در مہر و اینجا مہر ست گدائے رہ عبدالقادر

رباعی مستزاد

براوج ترقی شدہ عبدالقادر تا نام خدا خیر منزل نمود عبدالقادر ناس اندر بکی
بالجملہ قرآن شاد وار شاد دیہ رحیم بسم اللہ ناس نمود عبدالقادر حمد ستا بدا

ردیف الیاء

اے قادر وے خدائے عبدالقادر قدرت زدہ دستہائے عبدالقادر
بر عاجزی بالنظر رحمت کن رحم اے قادر برائے عبدالقادر
جاں بخش مرا بپائے عبدالقادر جا بخش تہ لوائے عبدالقادر
از صد حور ضا گزشتے از بہر شنا ایم بعلم برائے عبدالقادر

رُباعی

عین آمده ابتدائے عبدالقادر از رویت او مرائے عبدالقادر
از رویتِ او عین مرا روشن کن روشن کن عین درائے عبدالقادر

رُباعی

عید یکتا لقائے عبدالقادر در بار دو دُر عطائے عبدالقادر
عبد ابر لقائے او چو ہمزہ گم شد تا در یابی بہائے عبدالقادر

رُباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر حاجت داند عطائے عبدالقادر
پیشش ہم از خفیع انگیز و بگو عبدالقادر برائے عبدالقادر

رُباعی مستزاد

افتادہ در اول اسمہ سین طلب گر دیدہ با آخر تجنیس خلاق سینی ان طرب
یعنی حضرت جیلانی شہباز بس کرامت در معرفت قرب ہمہ شد و نامش غوث عرب

اکسیر اعظم

قصیدهٔ مجیدهٔ مقبولهٔ انشاء الله تعالیٰ فی منقبت سیدنا الغوث الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه

مطلع تشبیب و فی ذکر عاشق شدن حبیب

ای صد جان بسته در هر گوشهٔ دامان توئی   دامن افشانی جهان بار چه ایمان توئی
آه ازین سنگدل عیارهٔ خونخوارهٔ   کز خرش باجان نازک در تب هجران توئی
سرو ناز خویشتن را بر که قمری کردهٔ   عندلیب کیستی چون خود گل خندان توئی
هم رخان آئینه داری هم لبان شکر شکن   خود بخود در نغمه آئی باز خود حیران توئی
چشم خون نرگس چه ریزد که بخشان نرگسی   بر خط [illegible] ریحان توئی
آن خجسته کز جان حسنی می نازد جو   می ندانم از چه مرگ عاشقی جویان توئی
تو غزال کشور من [illegible] ویران می رمی   هیچ ویرانه بود جائیکه در جولان توئی
سینه حسن آباد شد تر سم نمائی در دلم   زانکه از وحشت رسیده در دل ویران توئی
سوختم من سوختم ای تاب جنت شعله خیز   آتشت در جان یاد و خود چرا سوزان توئی
[illegible] آنکه بابست [illegible] عاشقی ست   آه اگر بی پرده رونی بر سر لمعان توئی
سینه گر بر سینه ام [illegible] جنیتم گر   دانم از نیم از غرض دانی که بس نادان توئی
[illegible] سجده وقف داغ [illegible] سرگردان توئی

عالمے گشتہ بناز انجا چہ ہندی در نیاز | کارفرما فتنہ را آخر ہماں افتاں توئی
دامِ کاکل بہرِ آں صیاد خود ہم می کشا | یا ہمیں مشتِ پرِ ما را بلائے جاں توئی
بالغہا گشتم بجان تو کہ بے ما نا ستی | یا رب آں گل خود چہ گل باشد کہ بلبل ساں توئی
بسکہ میگریم سزائے من کہ روئیت دیدہ ام | تو کہ آئینہ نہ بینی از چہ رو گریاں توئی
یا مگر خود را بروئے خویش عاشق کردۂ | یا حسیں تر دیدۂ از خود کہ حیراں توئی

گریز ربط آمیز بسوئے مدح ذوق انگیز

یا ہمانا پرتوے از شمعِ حیراں بر تو تافت | کاینچنیں از تابش و تب ہر دو با ساماں توئی
آتشے کاندر پناہش حسن و عشق آسودہ اند | ہر دو را ایماں کہ شاہا ملجا۔ مایاں توئی
حسن رنگش عشق بویش ہر دو بر کیشش نثار | ایں سراسر جاں توئی واں نغمہ زن جاناں توئی
عشق در نازش کہ تا جاناں رسانیدم ترا | حسن در بالش کہ خود شاخی ز محبوباں توئی
عشق گفتش سید ابر خیز دیدہ بر خاک شد | حسن گفتا از عرش بگذر پرتو یزداں توئی

الالتفات الی الخطاب مع تقریر جامعیۃ الحسن والعشق

سرورِ جہاں بہرہ ور احمد انجم انعمد کار تو | حیرتم در تو فزوں با سرِ پنہاں توئی
سوزِ جی افروزی گدازی بزمِ جاں روشن کنی | شب بپا استادہ گریاں با دلِ بریاں توئی
گرد تو پروانۂ ۔ گرد مے تو یکساں ہر طرف | رو بگم شد گرچہ ۔ رو شمع افروزاں توئی
فر کیست اے خنک منج سر کن مطلعے | شکرے بخشد گر طوطی مدحت خواں توئی

اول مطالع المدح

...پیراں میر میراں اے شہ جیلاں توئی　　انس جان قدسیاں غوث انس و جاں توئی

زیب مطلع

...ر توئی سرور توئی سر را سر و ساماں توئی　　جاں توئی جاناں توئی جانرا قرار جاں توئی
...ل ذات کبریا و عکس حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم　　مصطفیٰ خورشید آں خورشید را لمعاں توئی
...ن رانی قد رای الحق گر بگوئی می سزد　　زانکہ ماہ طیبہ را آئینہ تاباں توئی
...بارک اللہ نو بہار لالہ زار مصطفیٰ　　دمچہ رنگ ست اینکہ رنگ روضۂ رضواں توئی
...شد از قد تو سرو و بار داز روئے تو گل　　خوش گلستانے کہ باشی طرہ سرو بستاں توئی
...کہ گویند اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　باز گرداند تیر از نیم راہ ایناں توئی
...ز تو میریم و ز نیم و عیش جاویداں کنیم　　جاں ستاں جاں بخش جاں پرور توئی و ہم توئی
...بنہ جانے دادہ جانے چوں تو در برہانیم　　دہ کہ ماں چنداں گرانیم و چنیں ارزاں توئی
...عالم اُمی چہ تعلیمے عجیب کردہ است　　آفریں اللہ بر علوم سر و غائب دان توئی

فی ترقیاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبلہ گاہ جان و دل پاکی ز لوث آب و گل　　رخت بالا بردہ از مقصورۂ ارکاں توئی
شہسوار من چہ می تازی کہ در گام نخست　　پاک بیروں تاختہ زیں ساکن و گرداں توئی

تا پری بکشودہ از عرش بالا بودہ　　آں قوی پر باز اشہب صلب طیراں توئی
سالہا شد زیر مہمیز سب اسپ سالکاں　　تا عناں در دست گیری آں سوئے امکاں توئی

فی کونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرّ الالٰہ المبارک

ایں چہ مشکل ست لیکن داری تو گر نظرے برتری
صورتے بگرفتہ بر اندازۂ اکواں توئی

یا مگر آئینہ از غیب انیس کردہ ربے
عکس ہجو شد نمایاں در نظر زینساں توئی

یا مگر نوعے دگر را ہم بشر نامیدہ اند
یا تعالی اللہ از انساں گر ہمیں انساں توئی

فی جامعیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکمالات الظاہر والباطن

شرع از رحمت چکد عرفاں ز پہلویت دمد
ہم بہار ایں گل و ہم ابر آں باراں توئی

پردہ بر گیر از رخت اے مہ کہ شرح ملتی
شرحِ پوشیدہ بجاں کر رمزِ باطن قرآں توئی

ہم توئی قطب جنوب و ہم توئی قطب شمال
نے غلط کردم محیطِ عالمِ عرفاں توئی

ثابت و سیارہ ہم در نسبت عرشِ اعظمی
اہلِ تمکیں اہلِ تلویں جملہ را سلطاں توئی

فی افضلیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن الانبیاء والخلفاء و نیابتہ لہم

مصطفیٰ سلطان عالیجاہ و در سرکار او
ناظمِ ذوالقدر بالا دستِ والا شاں توئی

اقتدار کن مکن حق مصطفیٰ را دادہ است
زیرِ تختِ مصطفیٰ بر کرسیِ دیواں توئی

دورِ آخر نشو تو بر قلبِ ابراہیم شد
دورِ اول ہمنشینِ موسیِ عمراں توئی

ہم خلیلِ خوانِ رفق و ہم ذبیحِ تیغِ عشق
نوحِ کشتیِ غریباں خضرِ گمراہاں توئی

موسیِ طورِ جلال و عیسیِ چرخِ کمال
یوسفِ مصرِ جمال ایوبِ صبرستاں توئی

تاجِ صدیقی بسر شاہِ جہاں آراستی
تیغِ فاروقی بقبضہ داورِ کیہاں توئی

ہم دو نورِ جان و تن داری و ہم سیف و علم
ہم تو ذو النورینی و ہم حیدرِ دوراں توئی

فی تفضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاولیآء

اولیا را اگر گہر باشد تو بحرِ گوہری　　در بدستِ شاں ز سے دلو بند ز ارکاں توئی

واصلاں را در مقامِ قربِ شاں تے دلوہ اند　　شوکتِ شاں شد زِ شاں و شانِ شاں شکل توئی

قصرِ عارف ہر چہ بالاتر بتو محتاج تر　　نے ہمیں بنا کہ ہم بنیادِ ایں بنیاں توئی

فصل منہ فی شیٔ من التلمیحات

آنکہ پایش بر رقابِ اولیائے عالم است　　واںکہ ایں فرمود حق فرمود باللہ آں توئی

اندریں قول آنچہ تخصیصات بیجا کردہ اند　　از زلل یا از ضلالت پاک از اں بہتاں توئی

بہر پایت خواجہ ہنداں شہ کیسوں جناب　　بل علی عینی و رأسی گویداں خاقاں توئی

در حقِ مردانِ غیب آتش ز عظمت میزنی　　باز خود آں کشتِ آتش دیدہ را نیساں توئی

آنکہ از بیت المقدس تا درت یک گام داشت　　از تورہ می بر سد و بخشش از نقصاں توئی

رہبرانِ قدس اگر آنجا نہ بنیت روست　　زانکہ اندر حجلۂ قدسی نہ در میداں توئی

سبز خلعت با طرازِ قل ھو اللہ احد　　آں مکرم را کہ بخشیدا رہ در ایواں توئی

فصل منہ فی تفضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی مشائخ الکرام

کو شیوخت را تواں گفت از رہِ القائے نور　　کافتاب مانند ایشاں و مہِ تاباں توئی

لیک سیرِ شاں بود در مستقر و از کجا　　آں ترقیٔ منازل کاندراں سر آں توئی

ما و من لا ینبغی للشمس ادراک القمر　　خاصہ چوں از عاد کالعرجون در المیناں توئی

کور چشم ہرچہ می بالی بپری بودی ہلال　　دی قمر گفتی و امشب بدر و بہتر زاں توئی

فی تقریر عیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصفیا در جہد و تو شاہانہ عشرت میکنی ‌‌ | نوش بادت زانکہ خود شلیانِ بر سلماں تو ئی
بلبلاں را سوز و ساز و سوز ایشاں کم مبا | گلرخاں را زیب زیبد زیب ایں لبتاں تو ئی
خوش خور و خوش پوش و خوش زی کوری چشم عدو | شاہِ اقلیم تن و سلطانِ ملک جاں تو ئی
کامرانی کن بکام دوستاں اے من فدت | بہ چشم حاسد کہ ربادا نوشہ ذلیشاں تو ئی
شاد زی اے نوعروسِ شادمانی شاد زی | چوں بحمد اللہ درِ مشکوئے ایں سلطاں تو ئی
بلکہ لا واللہ کا ینہا ہم نہ از خود کردہ | رفت فرمانِ اینچنیں و تابعِ فرماں تو ئی
ترک نسبت گفتم از من لفظ محی الدین مجاہ | زانکہ در دین رضا ہم دین و ہم ایماں تو ئی
ہم بدقت ہم بہ شہرت ہم بہ بعتِ اولیا | فارغ از وصفِ فلاں و بہمت بیہاں تو ئی

تمہید عرض الحاجۃ

بے نوایاں را نوائے ذکر عیشت کردہ ام | زار نالاں را صلائے گوش بر افغاں تو ئی
چارہ کن اے عطائے ابن کریم ابن الکریم | ظرف ما معلوم و بیحد و لغر دجوشاں تو ئی
باہمیں دستِ دوتا و دامنِ کوتاہ و تنگ | از چہ گیرم دیدہ بنہم بسکہ بے پایاں تو ئی
کوہِ دامن ندہد و وقت آنکہ پر جوش آمدی | دست در بازار نغر و خند و بر فیضاں تو ئی

المطلع الرابع فی الاستمداد

رو متاب از ما بداں چوں مایۂ غفراں تو ئی | آیۂ رحمت تو ئی آئینۂ رحماں تو ئی
بندہ آت غیرت برد گر بردرِ غیرت رود | در رود چوں بنگرد ہم شاہِ آں ایواں تو ئی
شاد گیم بیں کہ میخویم ز تو درمانِ درد | درد گو درماں کجا ہم این تو ئی ہم آں تو ئی

الاستعانت للاسلام

دین بابائے خودت را از سرِ نو زندہ کن   سید آخر نہ عمر سید الادیاں توئی
کافراں توہینِ اسلام آشکارا می کنند   آمدائے عزِ مسلماناں کجا پنہاں توئی
تا بیاید مہدی از او واز عیسیٰ از فلک   جلوہ کن خود مسیحا کار و مہدی شاں توئی

انتساب المداح الی کلاب الباب العالی

سرِ خوانِ کرم محرومِ نگرداند سگ   من سگ و ابرار مہمانان و صاحب خواں توئی
سگ بیاں خواند وجودت نہ پابندِ یا نسبت   کام سگ دانی و قادر بر عطائے آں توئی
سگے میزتی خود مالک جاں و تنی   ور بہ نعمت می نوازی منتِ مناں توئی
رہ نانے بفرما تا سوئے غش افگنند   ہمتِ سگ اینقدر دیگر نوال افشاں توئی
سگ با غم ز کوئے تو کجا بیروں روم   چوں یقیں دانم کہ سگ را نیز وجہ ناں توئی
کشادہ خوں نہادہ سگ گرسنہ کریم   چیست حرف رفتن و مختار خواں تنزلیں توئی
در نشینم زمیں بوسم قسم لا بہ کنم   چشم در تو بندم و دانم کہ ذو الاحسان توئی
الحضرۃ سگ ہندی و در کوئے تو با   آرے ابن رحمۃ اللعالمیں ایجاں توئی
سگے را بر درِ فیضت چناں دل می نہند   مرحبا خوش آ و بنشیں سگ مہماں توئی
پریشاں کرد وقت خادمانت غو غوم   خامشِ اہلِ درد را پسند چوں درماں توئی
اے من گر جلوہ فرمائی درین مانند من   من زمیں بستاں و جانش دم و ملم نشاں توئی

قادری بودن رضا را مفت باغ خلد داد
من نمی گفتم کہ آقا مایۂ غفراں توئی

مثنوی ردامثالیہ

گریہ کن بلبلا از رنج و غم | چاک کن اے گل گریباں از الم

سنبلا از سینہ برکش آہ سرد | اے قمر از فرط غم شو زرد و زبو

ہاں صنوبر خیز و فریادی بکن | طوطیا جز نالہ ترک ہر سخن

چہرہ سرخ از اشک خونی ہر گلیست | خوں فشاں اے غنچہ [illegible] خندہ نیست

پارہ شو اے سینۂ مہ ہمچو من | داغ شو اے لالہ خونیں کفن

خرمن عیشت بسوز اے برق تیز | اے زمیں بر فرق خود خاکے بریز

آفتابا آتش غم برفروز | شب بسے اے شمع روشن خوش بسوز

ہمچو ابر اے بحر در گریہ بجوش | آسمانا جامۂ ماتم بپوش

خشک شو اے قلزم از فرط بکا | جوش زن اے چشمۂ چشم ذکا

کن ظہور اے مہدی عالی جناب | بر زمیں آ عیسیٰ گردوں قباب

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ | آہ آہ از نفس خودکام آہ آہ

مردماں شہوات را دیں ساختند | صد ہزاراں رخنہا انداختند

ہر کہ نفسش رفت راہے از ہوا | ترک دیں گفت و نمودش اقتدا

بہر کارے ہر کرا گفتہ تعال | سر قدم کردہ نمودش امتثال

ہر کرا گفت اینچنیں کن اے فلاں | گفت لبیک و پذیرفتش بجاں

آں یکے گویاں محمد آدمی ست | چوں من و در دمی او را برتریست

جز رسالت نیست فرقے درمیاں | من برادر خورد باشم او کلاں

این نداند از عمی آں ناسزا | یا خود ست این ثمرهٔ ختمِ خدا
کر بود مر لعل را فضل و شرف | کے بود ہم سنگِ او سنگ و خزف
آں خزف افتادہ باشد بر زمیں | بس ذلیل و خوار و ناکارہ ہمیں
لعل باشد زیبِ تاجِ سروراں | زینت و خوبیٔ گوشِ دلبراں
واں دمی کز خلق مذبوحی جہد | کے بفضلِ مشکِ اذفر می رسد
بوئے او کردہ پریشاں صد مشام | جا بہا ناپاک از مستش تمام
آدمِ مسفوح ذمش در نبی | مدحتِ مشکِ اطیب الطیب از نبی
مشکِ اذفر روح را بخشد سرور | ہمچو بوئے سنبلِ گیسوئے حور
شامہ از بوئے او رشکِ جناں | ہم معطر زو قبائے مہوشاں
مولویِ معدنِ رازِ نہفت | رحمۃ اللہ علیہ خوش بگفت
ارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
ے چہ گفتم ایچنیں شبہ شنیع | کے بود شایانِ آں قدرِ رفیع
ل چہ بود جوہری با سرِ خفیٔ | مشک چہ بود خونِ نافِ وحشیٔ
صطفیٰ نورِ جنابِ امرِ کن | آفتابِ برجِ علمِ من لدن
عدنِ اسرارِ علام الغیوب | برزخِ بحرینِ امکان و وجوب
دشاہِ عرشیاں و فرشیاں | جلوہ گاہِ آفتابِ کن فکاں
حتِ دل قامتِ زیبائے او | ہر دو عالم والہ و شیدائے او
انِ اسمٰعیل بر رویش فدا | از دعا گویاں خلیلِ مجتبیٰ
ست موسیٰ در طویٰ جویانِ او | ہست عیسیٰ از ہوا خواہانِ او

بندگانش حور و غلماں و ملک | چاکرانش سبز پوشانِ فلک
مہرِ تابانِ علومِ لم یزل | بحرِ مکنوناتِ اسرارِ ازل
ذرّۂ زاں مہر بر موسیٰ دمید | گفت من با خضرم بعلم اندر فرید
رشحۂ زاں بحر بر خضر اوفتاد | تا کلیم اللہ را شد اوستاد
پس دراز یں قدرِ شاہِ انبیا | لیک مجبورم ز فہمِ اغبیا
وصفِ او از قدرتِ انساں وراست | حاش للہ اینہمہ التفہیم راست
لذّتِ دیدار شوخے سیم تن | ماہروئے دلبرِ غنچہ دہن
فتنۂ آئینے خراماں گلشنے | رشکِ گل شیریں ادا نازک تنے
گر بخواہی فہم او مردی کند | کو ز عشق و حسن تا آگہ بود
ناکشیدہ منّتِ تیرِ جفا | لب بفریاد و فغاں ناآشنا
دل نشد خوں نا بہ دریا دلے | بر لبش نامد ز ہجراں یاربے
مرغِ عقلش بے پر و بالے شود | جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود
گرچہ خود داند انیسِ دلربا | از کجا ایں لذّت و شکر کجا
زیں مثل شدی از نیش و نوش | لیک من بارِ دگر رفتم ز ہوش
تا من از تمثیلہا ے کردم طلب | باز رفتم سوئے تمثیلہائے عجب
زیں کرد فردِ عجب واماندہ ام | حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
ایں سخن آخر نہ گردد از بیاں | صد ابد پایاں رود او ہمچناں
نیست پایانش الیٰ یوم التناد | ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
خامشی شد مہر لب ہائے بیاں | باز گرداں سوئے آغازش عناں

ایں چنیں صد بافتن انگیختند | بر سرِ خود خاکِ ذلت ریختند
فرقۂ دیگر ز اسمٰعیلیاں | بستہ در توہینِ آں سلطاں میاں
در دلِ شاں قصد تازہ فتنہا | بر لبِ شاں ایں کلامِ ناسزا
کز بہ شش طبقاتِ زیرینِ زمیں | حق فرستاد انبیا و مرسلیں
شش چو آدم شش چو موسیٰ شش مسیح | شش خلیل اللہ شش نوح و ذبیح
ہمد را نہا شش چو ختم الانبیا | مثلِ احمد در صفاتِ اعتلا
با محمد ہر یکے دارد سرے | در کمالِ ظاہری و باطنے
پارہ شد قلبِ جگر زیں گفتگو | احذروا یا ایہا الناس احذروا
الحذر اے دل ز شعلہ نادگان | پائے از زنجیرِ شرع آزادگاں
مصطفیٰ مہریست تاباں بالیقیں | منتشر نورش بہ طبقاتِ زمیں
مستنیر از تابشِ یک آفتاب | عالمے واللہ اعلم بالصواب
گرچہ یک باشد خود آں مہرِ کئے | احولانش ہفت بینند از کجی
دو ہمی بینند یک را احولاں | الاماں زیں ہفت بیناں الاماں
چشم کج کردہ چو بینی ماہ را | احولی بینی دو آں یکتاہ را
گوئی از حیرت عجب امریست ایں | خواجہ دو شد ماہِ روشن چیست ایں
راست کردی چشم و شد رفع حجاب | یک نماید ماہِ تاباں یک جواب
راست کن چشمِ خود از مہرِ خدائے | ہفت بیں کم باش ہائے برزہ درائے
اے برادر دست در احمد بزن | بر کجیٔ نفسِ بد دیگر متن
رد تشبث کن بذیلِ مصطفیٰ | احولی بگذار از سوگندِ خدا

پند ہا دادیم و حاصل شد فراغ — ما علینا یا اخی الا البلاغ

در دو عالم نیست مثل آں شاہ را — در فضیلتہا و در قرب خدا

ماسوی اللہ نیست مثلش از یکے — برتر است از وی خدا اے مہتدے

انبیائے سابقیں اے محتشم — شمعہا بودند در لیل ظلم

در میانِ ظلمت و ظلم و غلو — مستنیر از نورِ ہر یک قومِ او

آفتابِ خاتمیت شد بلند — مہر آمد شمعہا خامش شدند

نورِ حق از شرق بمثلی بتافت — عالمی از تابشِ او کام یافت

دفعۃً برخاست اندر مدحِ او — از زبانہا شورِ لَا مثلَ لَہٗ

لیک خیرہ ناپذیرفت از عناد — در جہاں ایں بے بصر یارب مباد

چشمہا بودند ایں ربانیاں — مزرعِ دل بہرہ یاب از فیضِ شاں

ابر آمد کشتہا سیراب کرد — نخلہائے خشک را شاداب کرد

حق فرستاد ایں سحابِ باصفا — کے یطہرنا ویذہب رجسنا

بارشِ او رحمتِ رب العلیٰ — شورِ رعدش رحمۃ مہداۃ انا

رحمتش عام است بہرِ ہمگناں — لیک فضلش خاص بہرِ مومناں

چوں نبیؐ بیمثلش را معترف — کے شوی از بحرِ فیضش مغترف

نیست فضلش بہرِ قومِ بے ادب — یخطفُ ابصارہم برقُ الغضب

چوں بہ بینند آں سحاب ابنائے ہود — عارضٌ ممطر بگویند از غرور

بل ہو ما استعجلوا خزیٌ عظیم — ارسلت ریح بتعذیب الیم

فیض شد با غیظ گرمِ اختلاط — حبذا ابرے عجب خوش ارتباط

خرمنے کش سوخت برقِ غیظِ او | گفت قرآں الشّقر بسوئی لہٗ
مزرعے کش آب داد آں بحرِ جود | حق بتنزیلِ مبیں وصفش نمود
قل کزرعٍ اخرج الشطا ۔ اِلے | از رماہ تغلظ ثم استوے
یعجب الزُّرَّاع کالماء المعین | کے یغیظ الکافرین الظالمین
ابرِ نیساں ست ایں ابرِ کرم | دُرِ رخشاں آفریں در قعر یم
قطرۂ کز وے چکید اندر صدف | گوہرِ رخشندہ شد با صد شرف
درخورِ فہمت بنا شد ایں سخن | بس کن و بیہودہ دش خامی مکن
اصفیا ہم اندریں جا خامشند | از مَن کَلّت لسانہٗ بہشند
رازہا بر قلبِ شاں مستور نیست | لیک افشا کردنش دستور نیست
ہر کجا گنجی ودیعت داشتند | قفل بر در بہرِ حفظش بستہ اند
در دلِ شاں گنجِ اسرار اے اخو | بر لبِ شاں قفلِ امرِ انصتوا
روز آخر گشت و باقی ایں کلام | ختم کن انی لہ طرف التمام
ختم گفت آں مولوئ مستند | رازِ ما را روز کے گنجا بود
الغرض شد مثل آں عالیجناب | سایہ شاں معدوم پیشِ آفتاب
متفق بر شے ہمہ اسلامیاں | سنیان و بدعیان و شیعیان
ممتنع بالغیر دانند یک فریق | ممتنع بالذات دیگر اے رفیق
داد رلغا کردہ ایں قوم عنید | خرقِ اجماعے بدیں قولِ جدید
اللہ اللہ اے جہولانِ غبی | تا بکے بیدینی و فتنہ گری
مصطفیٰ را ایں چنیں سوء الادب | ایں قدر ایمن شدہ از اخذِ رب

سائح سبحہ مگوئید از عناد — انتہوا خیرا لکم یوم التناد

روزِ محشر چوں خطاب آید زعرش — اے نطیقاں فلک سکان فرش

ہیچ می بینید درِ ارض و سما — خلل و شبہ بندۂ ا مصطفٰے

یک زباں گوئیند نے اے کریم — کس عدیلش نیست باللہ العظیم

آنچناں کاندر ازل ز ارواح ما — از الستے خاستہ بے پایاں بلٰی

لاجرم آں روز زیں قول و نیم — توبہ ہا ظاہر کنند از ترس و بیم

معترف آیند بر جرم و خطا — معذرت آرند پیشِ کبریا

کایخدا از فضلِ او غافل بدیم — شمس پیشِ چشم ما جاہل بدیم

ربنا انا ظلمنا رحم کن — جاہلانہ گفتہ بودیم ایں سخن

پردہ ہا بر چشم ما افتادہ بود — رحم کن بر جاہلاں رحم اے ودود

نفس ما انداختہ ما را در بلا — وائے بر ما و بنادانی ما

عذر ہا در حشر باشد ناپذیر — قاریاں برخواں الم یات النذیر

سخت روزے باشد آں روز الاماں — باختہ ہوش و حواسِ قدسیاں

واحدِ قہار باشد در غضب — یجعل الولدان شیبا فی التعب

زہرہ باز باختہ افلاکیاں — رنگِ از چہرہ پریدہ خاکیاں

دو گروہ باشند مسعود و لئیم — کل فرق کان کالطود العظیم

ربِ سلم التجائے انبیاء — شورِ نفسی بر زبانِ اولیاء

بر لب آمد نام آں روزِ سیاہ — موئے بر تن خاستم یارب پناہ

اعتراف جرم و توبہا اے ادیب — در چنیں روزے نباید عجیب

کہیں جھولاں را ز طعن و دور باد ہم بدنیا لیک در موزہ فتاد
شاں بیک جائے زباں گیرد وار ہمچو پائے سوختہ نامد قرار
تاج مثلیث گہی بر سر نہند گہ خطاب خاتمیت می دہند
گاہ بالذات ست آں ختم اے ہمام گاہ بالعرض آمد تخییل خام
تو نیاز اق کتابِ اضطراب ایں چنیں کردند صد ہا انقلاب
اندریں فن ہر کرا اوستادی بود کے بچندیں قلبہا قانع شود
میرسد از وے بہر فرض نبی شنقہ معزولی از پیغمبری
کر قناعت کن گذشتہ از طمع بر ہدایت حسب عزمن قنع
از نبوت وز نزولِ جبرئیل قصہ ما بود ست ارشاد النبیل
معنی شمس است برگِ نسترن موجِ عماں شرحِ نسرین و سمن
آہوئے چین ست و مقصود از سما مرحبا تا دیلِ اطہر مرحبا
الغرض سیماب وش در اضطراب صد تپیدن کردہ ایں قومِ عجاب
چند در کوئے جبل بشتافتند لیک راہِ مخلصی کم یافتند
من فدائے علمِ آں یکتا خصوم حبذا دانائے رازِ مکتتم
حبذا سرِ و عیاں دانائے من حبذا ربِ من و مولائے من
کرد ایمائے بریں فتنہ گری قرنہا پیش از وجودش در نبی
احمدا بنگر کہ ایناں چوں زدند بہر تو امثال از کفر بد
او فتادند از ضلالت در چہے پے نبردند از عمی سوے رہے
تا بکے گوئی دلا از این و آں بر دعا کن اختتامِ ایں بیاں

نالہ کن بہرِ دفعِ ایں فساد | از ترِ دل دونہ خرط القتاد

اے خدائے مہرباں مولائے من | اے انیسِ خلوتِ شبہائے من

اے کریم کارسازِ بے نیاز | دائم الاحساں شہِ بندہ نواز

اے بیادت نالۂ مرغِ سحر | اے کہ ذکرت مرہمِ زخمِ جگر

اے کہ نامت راحتِ جان و دلم | اے کہ فضلِ تو کفیلِ مشکلم

ہر دو عالم بندۂ اکرامِ تو | صد چو جانِ من فدائے نامِ تو

باخطا آریم و تو بخشش کنی | نعرۂ اِنّی غَفُورٌ میزنی

اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا | اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا

زہر ما خواہیم و تو شکر دہی | خیر را دانیم شر از کمرہی

تو فرستادی بما روشن کتاب | میکنی با ما باحکامت خطاب

از طفیلِ آں صراطِ مستقیم | قوتِ اسلام را دہ اے کریم

بہرِ اسلامے ہزاراں نقتبا | یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا

اے خدا بہرِ جنابِ مصطفٰے | چار یار پاک و آلِ با صفا

بہرِ مرداں رہبت اے بے نیاز | مردماں در خواب ایشاں در نماز

بہرِ آبِ گریۂ تر دامناں | بہرِ شورِ خندۂ طاعت کناں

بہرِ اشکِ گرمِ دوراں از نگر | بہرِ آں سرد و مہجوراں زیار

بہرِ جیبِ چاکِ عشقِ نامراد | بہرِ خونِ پاکِ مردانِ جہاد

پُر کن از مقصد تہی داماںِ ما | از تو پذرفتن زما کردن دعا

ہیچ می آید ز دستِ عاجزاں | جز دعائے نیم شب ای مستعاں

بلکہ کار تست اجابت اے صمد — ویں دعا ہم محض توفیقت بود

ما کہ بودیم و دعائے ما چہ بود — فضلِ تو دل داد اے ربِ ودود

ذرہ بر روئے خاک افتادہ بود — آفتابے آمد و روشن نمود

تکیہ بر رب کرد عبدِ مستہان — اوست بس مارا ملاذ و مستعان

کیست مولائی بہ از ربِ جلیل — حسبنا اللہ ربنا نعم الوکیل

چوں بدیں پایہ رسانیدم مثنوی — بر تمامش بر کلامِ مولوی

تا ختامہ مسک گویند اہلِ دیں — زانکہ مشک ست آں کلامِ متقین

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

رباعیاتِ نعتیہ

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجکو — ہاں شرع کا البتہ ہے جذبہ مجکو

مولیٰ کی ثنا میں حکمِ مولیٰ کا خلاف — لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجکو

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ — بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی — یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

محصور جہاں دانی و عالی میں ہے — کیا خیر رضا کی بے مثالی میں ہے

ہر شخص کو اک صنف میں ہوتا ہے کمال — بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادل ہوں میں — شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہوں میں

حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجکو — ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے   افغانِ دلِ زار حدی خواں بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو   نقشِ قدمِ حضرتِ حساں بس ہے

ہر جا ہے بلندیٔ فلک کا مذکور   شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
انساں کو انصاف کا بھی پاس رہے   گو دور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

کس درجہ ہے روشن تنِ محبوبِ الٰہ   جامہ سے عیاں رنگِ بدن ہے واللہ
کپڑے یہ نہیں میلے ہیں اُس گل کے رضا   فریاد کو آئی ہے سیاہیٔ گناہ

ہے جلوہ گہہ نورِ الٰہی وہ رُو   قوسین کی مانند ہیں دونوں ابرو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب   چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین   اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے   آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ   عقبےٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو درِ پاکِ پیمبر کے حضور   ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

خالق کے کمال ہیں تحدد سے بری   مخلوق نے محدود طبیعت پائی
بالجملہ وجود میں ہے اک ذاتِ رسول   جس کی ہے ہمیشہ روز افزوں خوبی

ہوں گرد تو گردوں کی بنا گر جائے   ابرو جو پھرے تیغِ قضا گر جائے
اے صاحبِ قوسین بس اب رُو نہ پھرے   سیدھے ہو دوں سے تیرِ بلا پھر جائے

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا   غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس سے تجھے نقصاں نہیں کر دے معاف   جس میں ترا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

تمت بالخیر

مطبوعات رضا دارالاشاعت

فتاوی رضویہ جلد چہارم ہدیہ ۔ ۱۲۰ روپے	حدائق بخشش کامل ۔ ۷۰ روپے	روحوں کی دنیا ہدیہ ۔ ۲۲ روپے
نوری پہیلیاں اول ۔ ۱۵ روپے	بسملہ کی تحقیق ہدیہ ۔ ۵۰۔۹ روپے	ٹی۔ وی کی تحقیق ہدیہ ۔ ۲۰ [illegible]
خطبات علمائے اہلسنت اول ۔ ۱۱ روپے	مسائل زکوٰۃ ہدیہ ۔ ۵۰۔۳ روپے	خطبات [illegible] اول ۔ ۱۱ ر[illegible]
خطبات علمائے اہلسنت دوم ۔ ۱۱ روپے	مسئلہ قرات ہدیہ ۔ ۵۰۔۵ روپے	خطبات ربانی دوم ۔ ۱۱ روپے
بہار شریعت ہندی اول ۔ ۱۰ روپے	مفردات حنفیہ ہدیہ ۔ ۵ روپے	بہار شریعت ہندی دوم ۔ ۱۵ روپے

رضا دارالاشاعت، رچھا ریلوے اسٹیشن پوسٹ رچھا ضلع بریلی یوپی ۲۴۳۲۰۵